وعظِ جنگ

یعنی

بھگوت گیتا

جسکو

سری برج اندر کنوار اکونٹنٹ پنجاب

نے

مولنا فیضی کے ترجمہ زبان فارسی سے

اُردو نظم کیا

باھتمام پنڈت دھرم ویر مالک و پرنٹر

ریفارمر پریس میرٹھ میں چھپا

۱۹۲۲ء

دیباچہ

دربار اکبری کے نورتنوں میں سے انمول رتن مولانا فیضی کے نام نامی سے کون سا ایسا تاریخ داں ہے جو کہ واقف نہیں۔ یہی وہ شخص تھا کہ جس نے سولھویں صدی میں ہندو مسلم اتحاد کی زنجیروں کو پختہ کرنیکے واسطے ہندو قوم کے مختلف شاستروں کو بزبان فارسی ترجمہ کیا کیونکہ کسی دو قوم کے اتحاد کے واسطے یہ امر ضروری بلکہ لازمی ہے کہ دونوں کے لٹریچر سے واقفیت حاصل ہو چنانچہ انہی ترجموں میں سے مولانا موصوف کا منظوم ترجمہ شری کرشن جیو مہاراج کے اپدیش بھگوت گیتا کا ہے جس کا شہرہ ایک عالم میں اب تک گونج رہا ہے زمانہ حال میں زبان فارسی کا رواج کم ہونے کے باعث اس کے اردو میں نہ ہونے کی کمی کو محسوس کر کے اس خاکسار نے اسکو لباس اردو نظم کا پہنا کر واسطے ضیافت طبع ناظرین با تمکین شائع کرانیکی جرأت کی ہے امید کہ اسکو شرف قبولیت حاصل ہوگا ورنہ اپنی حالت تو بمصداق مصرعہ من آنم کہ من دانم۔

بندہ برج اندر کنوار

کچھ بھی غیرت ہے تو سب ارجن بنو   کہہ رہا ہے کرشن تمسے بار بار

دل نے سوچا جبکہ سمت ۱۹۷۹ بکرمی
لکھدیا اکیس عدد کم دو ہزار

قطعہ تاریخ مرسلہ جناب منشی سوہن لال صاحب بابا مترجم

برج اندر کنوار نیک اطوار   دل سے پیارا ہے میرا برخوردار
اوسنے یہہ وعظ جنگ کی منظوم   سال تاریخ میں بھی لکھوں چار
یوں تو بھگتوں کی جان ہے گیتا   ہوگیا مشتری جدا سنسار
۱۳۲۹ فصلی
دور کر بیس سو سے دو اور بیس   بکرمی سنہ کا دیکھ لو دیدار
چودہ سو سے گھٹاؤ جب تم ساٹھ   سال ہجری کا ہووے گا اظہار
کم کرو بیس سو سے ستر آٹھ   عیسوی سنہ ہو پھر بلا تکرار
چودہ سو سے نکالو سر ایک   سال فصلی کہو پکار پکار

زندگی چند روز ہے سوہن
بھجلو ہر نام ہر گھڑی ہر بار

اوم

بھگوت گیتا منظوم

سنو راوی داستان کہن
لگا کہنے سنجے سے یوں دھرتراشٹر
کرکشیتر میدان ہے رشک ارم
ادھر آئے پانڈو و سپے کارزار
دیا اوسنے پاسخ کہ اے بادشاہ
ترا لڑکا فوج مقابل کو پا
کیا عرض اونے کہ عالیجناب
ہے سیناپتی وہاں درشٹ دمن
ہے یک سمت بھیم بل نامدار
کہیں راجہ جج ہے بفوج گراں
دروپد کہیں ہے بل رزم جو
پیسول کا سرتاج کاشی کا شاہ
کہیں کنتی بھوج اور کہیں شیبو یا

پروتا ہے اسطور در سخن
کہ دنیا میں ہے آتش کی جو کاشت
جو پہونچے وہاں کوروان رزم
بتا کیجئے قصہ ہے پر ہوشیار
دو جانب ہوئی بستہ صف جب سپاہ
درونہ کی خدمت میں حاضر ہوا
سپاہ مخالف کا کیجئے حساب
بڑھاتا ہے ہمت سے فوجوں کا من
نکل اور سہدیو عالی وقار
تلا جنگ پر مثل شیر ژیاں
کہ ہے فوج اسکی ز بس کینہ جو
یدشٹر کی جانب سے ہے کینہ خواہ
کہیں ابھمن مرد میدان کار

ہیں لب خشک منہ دہگریباں ہے — اسی غم ہیں گہٹتی میری جان ہے

میرے ہاتھ سے گرتی ہے اب کماں — کہ باقی نہیں مجھہ میں تاب و تواں

کیا فرض اپنوں پہ پائی ظفر — کیا قتل گر انکو مال و زر

مگر کیا نہ جب قوم سے یک رنگ — ہے اس کام سے ہاتھ رکھنا میرا

ہوئی قتل گر قوم مجھہ سے یہاں — تو نفرت کریں مرد و زن سب کہاں

ہوا ہاتھ سے انکے گر میں ہلاک — تو بیفائدہ تن دبا زیر خاک

زمین تاج اور تخت سے مہرباں — ہے کیا لابھہ رہنا نہیں ہے یہاں

کیا کام گرچہ انھوں نے برا — رکھا دھوکے اور دشمنی کو روا

مناسب نہیں انسے اب میں لڑوں — ہے بہتر یہی چشم پوشی کروں

یقین ہے کہ دریودہن کو رواں — ہوئے جو جفا پیشہ اندر جہاں

بزرگوں کا ڈر ہے نہ ہی باپ کا — اڈمبر رچا دنیا میں پاپ کا

نہیں قتل خویشاں گنہ جانتے — وہ ہوں قتل قابل ہیں اس بات کے

ولے پاس عزت ہی روکے مجھے — نہیں ہاتھ اٹھانا روا ہے مجھے

رہے جب نہ مردوں کا نام و نشاں — تو آوارہ ہوں عورتیں بیگماں

ہوں پیدا ہرن شنکر انسے پہر — جو قومی تنزل کے ہوں راہبر

ہوئی جبکہ اولاد پیدا حرام — ہو جائز نہ پنڈ و ثواب طعام

پڑے نرک میں اس سے دنیا تمام — مصیبت غم و رنج کھینچے مدام

نہ باندہوں کمر اپنوں سے جنگ کو — کریں مجھہ پہ وہ قافیہ تنگ گو

کہا راست ہو بیٹے صاحب اگر — نہ کہنا لڑائی پہ باندہوں کمر

یہ کہتے ہی اُس پہلوان نے وہاں | دیا ہاتھ سے پھینک تیر و کماں

ادھیائے دوم
سانکھیہ جوگ

جب ارجن کا دل دیکھا ایسا زبوں | تو پاسخ دیا کرشن نے اوسکو یوں
نہیں زیب دیتا یہ کہنا تیرا | مناسب ہے دشمن سے لڑنا تیرا
ہے دنیا میں مشہور ہمت تیری | کرے خوف پیدا جرأت تیری
مگر بات وہ تو نے کی اختیار | مناسب نہیں بیچ میدان کار
لڑائی میں ہمت نہ دے ہاتھ سے | کہ دل چھوٹا ہوتا ہے اس بات سے
جہاں تک جو لیجائے ہمت وہ ہے | کمی ہو تو ہو خوار ذلت سے
دلیرانہ میدان میں اب تو آ | عدو کو نہر تیغ کی اب دکھا
کہا مجھکو یارائے جنگ اب نہیں | میں دشمن بنوں بھائیوں کا نہیں
فقیری بھلی ایسی شاہی سے ہے | کرو تم نہ تکلیف میرے لئے
جو تلوار سے میرے ہوں قتل وہ | بجائے نفع دل کو ایک رنج ہو
شکست ایسی فتح سے بہتر رہے | علیحدہ میرا ہونا خوشتر رہے
بھرا خون سے لقمہ ہے کھانا حرام | گدائی ہے بہتر نہ ایسا طعام
نہیں یہ پتہ فتح کسکو ملے | کسی سلطنت ملک کی اب ملے
کسے ملتا ہے تخت تاج وشہی | ملے خاک میں کون سر دے یہی
میں ایسی لڑائی سے مجبور ہوں | نہ ضد کیجئے کیونکہ معذور ہوں

ہے دل میں میرے درد گھٹتی ہے جاں
نہ باقی رہی مجھ میں تاب و تواں

بہلائی میری ہو جو درکار گر
تو کہیے سخن اب بطور دیگر

یہ سنکر سری کرشن ہنسنے لگے
کہا یوں کہ غافل تو دنیا سے ہے

ہے بیہودہ سب رنج کرنا تیرا
نہ ہووے فائدہ کچھ بغیر از ضیا تیرا

تو غم اوسکا اور کشاکش اوسکی کر
کہ جسکے بنا رنج ہو جان پر

نہ غم اوسکا کر جو کہ بیمار ہے
میری بات سن گر تو ہوشیار ہے

یہ جو جسم ہیں اور تو ہیں یہاں
ہمیشہ سے موجود تھے در جہاں

تھے تینوں زمانہ میں ہم سب یہاں
تھے بدلے ہوئے صرف نام و نشاں

بدلتا رہے جسم و جاں ہے وہی
نہ اسپر اثر جاڑو لوؤں کا کبھی

اثر گرمی سردی کا تن پر پڑے
الگ دونوں سے جان لیکن رہے

مقرر جو ہے وقت آوے اجل
ہر ایک نیک و بد پر پڑے بے خلل

بہت بادشاہان عالی نشاں
ملے خاک میں ان کے سب جسم و جان

رہے اک طرح پر زمانہ اگر
کبھی پاوے بیٹا نہ جاے پدر

عزیزوں کا غم کس لیے تو کرے
کہ ایک پردہ راز قدرت یہ ہے

بدن مثل جامہ ہے ہر شخص کا
پہنے جس گھڑی یہہ پورانا ہوا

جو پہنے یہ جامہ ہے جان اوسکا نام
خیال فنا ہونا اوسکا ہے خام

کہاں تاب جو مارے تو ایک کو
تو خوش ہو گے میدان میں کینہ جو

ہوا جو کہ آگاہ اس راز سے
عقلمند وں ہیں وہ سرافراز ہے

خوشی اور غم دونوں یکساں لگے
کبھی ان سے مطلب نہیں وہ رکھے

سمجھکر تجھے دوست اے جانمن
فنا ہو نہ سکتی مگر ہو سبو
ہیں سب جانتے نرو امر ا رہیا
علاوہ جو ہے وہ فنا ہوتا ہے
بدن میں ہے پھیلی ہوئی جان یوں
نہ کوئی سکے ڈھونڈ اوسکو مگر
ہے آزاد بندش نہ کوئی اسے
جہاں کچھ نہیں پر ہے موجود جاں
ہے مقصد بدلتا مگر آتما
نہ نیچا نہ اونچا نہ ہے مدھ اسکو
نہ بچہ جواں اور نہ بوڑھا ہے یہ
جلادے نہ آگ اور نہ ہو غرق آب
سمجھ میں سبھی کے نہ بھید اسکا آئے
ذرا دل کی آنکھوں سے دیکھو اسے
جو ایسا خیال ہووے ارجن تیرا
تو پھر بھی غم و رنج کب ہو روا
اگر آتما پیارے ہوتی فنا
نہ موت آتما کو تو کیوں فکر ہے
یہاں آئے ملک عدم سے ہیں ہم

کہے راز مخفی سے میں نے سخن
ہے بکھری ہوئی اسکو دے جوڑ تو
ہمیشہ رہے ذات جان آفریں
نہیں وقت ہر دم جدا ہوتا ہے
کہ روشن ہو فانوس میں شمع جوں
نہ اس راز مخفی سے ہو بہرہ ور
خدا کی طرح یہ بھی بے عیب ہے
کہ ہے سایۂ ذات معبود جاں
سمجھ مثل سورج کے قایم بجا
نہ پیدا ہوا سمجھے ہو عقل جسکو
مگر دیکھتا سنتا کہتا ہے یہ
نہ مستی نہ غفلت نہ ہو اسکو خواب
جہاں سارا وہ ایک پل میں دکھائے
رہے دل میں جوں جان سمجھو اسے
کہ جان کو بھی ایشور نے پیدا کیا
جو ہو پیدا اوسکو ہے راہ فنا
تو عذر لڑائی تیرا ہے بیجا
رہے زندہ مرنے کا کیا ذکر ہے
کئے کر زندگی کے بسر چند دم

عدم کو ہی آخر چلے جائینگے — اجل کا ہی سب لقمہ ہو جائینگے

تمداب و فنا کا نہ ڈر اب تو کر — نہ میدان میں اب دکھا تو کمر

تعجب جہاں کو تو کیا آتا ہے — تعجب اس پہ کو کیا آتا ہے

کسی کی کھلی آنکھ حیرت سے ہے — تو ہم جان آدمی سے سنکر ہے

مقرر یہ ہے کام سپاہ کر — لڑائی میں اپنے دکھا اب ہنر

تو ہے چھتری بزدلی ننگ ہے — بہادر مناسب تجھے جنگ ہے

نہیں اس سے بڑھکر شہادت کوئی — کہ جو چھتری کی ہے قسمت بھئی

مناسب ہے باندھے کمر بہر جنگ — کرے دشمنوں پر تو میدان تنگ

تو خم ہو کے بدنامی اپنی نہ کر — حقارت سے دنیا کرے گی نظر

گیا مارا اگر تو سرگ پائیگا — تو پائی فتح ہووے گا بادشاہ

تو میدان میں رکھ قوی اپنا دل — دکھائی اگر پیٹھ ہوگا خجل

یہ ہے عمر مثل حباب اے پسر — تو رکھ نیک نامی کو مد نظر

بہت ہیں رائیں بارے میں اس سانکھ کے — رہ دوستی سے سنا میں تجھے

کہوں یوگ کی بات اب میں تجھے — شغل سے اب اوسکے خبر دوں تجھے

طریقہ ہے مشکل مگر جو چلا — تو دنیا کے بندھن سے بس وہ کھلا

عقلمندوں کو یوگ بس ہے پسند — کہ تھوڑا بھی ہوتا بہت سودمند

جگ ودان سے ہو پوری گر آرزو — تسلی نہ دے سکے آپ کو

یہ ہی جگ ہے کہ آگ کو دو جلا — کرو جانور اس میں کچھ سوختہ

کرے دنیا کا کام لالچ خراب — جلے آگ میں اس سے ہو غرق سب

رجوگت تمو سہ صفت ہیں یہاں — بہے سمو راس سے ہی سارا جہاں

کیے جوگ ہر سہ صفت سے جدا — ملے جوگی جاکر بذات خدا

عمل کر میرے کہنے پر شاد ہو — تو ڈرنے تناسخ کے آزاد ہو

ستوگن سے موصوف اہل کمال — کہ اس سے ملے دولت بے زوال

جو رکھتا ہے دل میں تمنا مگر — رج و تم سے ہوتا ہے وہ بہرہ ور

نہ پھل چاہو اپنے کسی کام کا — ہو لولیں دریا و پرماتما

وگر چاہے گا اپنے کاموں کا پھل — تو ہے پیش عقلمند ہوگا جہل

کرے جوگ کا ورد گر صبح و شام — تو دنیا سے تجھکو رہے کچھ نہ کام

ہیں غافل طبیعت کے دنیا طلب — کریں بات بیہودہ اور بے ادب

نہیں جان سکتے کوئی بھید جوگ — بھلا کر سکیں جوگ کب ایسے لوگ

سراسر دغاباز ہیں لوگ وہ — خلل کاموں میں اور ونکے ڈالیں جو

ہر ایک بات میں کام اپنا کریں — ہو جس طور ممکن زبردہ رہیں

ہے جوگ ایک ایسا سمندر اتھاہ — ہو دنیا حباب ہوں جو لہریں بپا

سہے نیک و بد سے نہ جب تجھکو کام — تو پھر خواہشوں کا نہ رہوے غلام

ریاضت کرو جوگ کی رات دن — کہ ہوں درشن مالک انس و جن

کہا تب یہ ارجن نے اے مہرباں — کرو جوگ کا اب طریقہ بیاں

کہا یوں کہے ہے یہ ہر ایک کا نہ کام — پڑے مثل مکھی جو در شہد کام

ملے جو کرے اسے بس صبر وہ — کرے نفس کے کتے پر جبر وہ

نہ لذات دنیا کا رکھے خیال — رہے اپنی بیٹھک پہ اہل کمال

ہر ایک کی رکھے پاس خاطر جو وہ — بجز ذکر حق لب کشا ہی نہ ہو
بجز حق اسکو نہ ہو کوئی کار — زباں پر ہو توحید پروردگار
بظاہر رکھے دل کو حق سے جدا — حقیقت نہاں ہو تو ذات خدا
حواس ان کے قابو نہ آوے کبھی — زباں پر رہے شکر حق ہر گھڑی
جو لذت سے ہووے زباں آشنا — تو جوگی کو نقصان ہو بڑا
ہوں الجھ سے سب دام اسکے جدا — طمع آدمی کو کرے غرق آب
مگر اپنا دل جو کہ قابو میں لائے — خزانہ توکل کے بے شبہ پائے
کرے کم غذا خواب کو چھوڑ دے — دل اپنے کو حق کی طرف موڑ لے
گرفتار حس کور بیداد ہے — تعجب سے بالکل نہ آگاہ ہے
طلب گار آرام دل ہے مدام — نہ معلوم کیسے کٹے صبح و شام
تو ان لوگوں کا جاگنا و جہاں — سمجھ مثل خواب گراں بیگماں
پڑے ہیں یہ سب بیچ دریائے شور — نہ پیر و نہیں طاقت نہ ہاتھوں میں زور
ہوا سے اڑے پھرتے ہیں ہر طرف — اسی رو میں ہو جاتے ہیں بس تلف
کرے آرزو سے جو توبہ کوئی — سمجھتا ہوں ہے مرد نیکو وہی
ہے بہتر کرے یاد حق ایکدم — دو عالم سے بڑھکر ہے وہ ایکدم
ریاضت میں کوشش اگر وہ کرے — حواسوں پہ بس اوسکو قابو ملے
کرے یاد اپنی تو جاوے دروغ — نہ بیہودہ گوئی کو ہووے فروغ
تمنا ہی ہے مانع ہر کمال — تمنا ہی ہے باعث ہر زوال
تمنا کرے مرد کا دل خراب — پھرے حق کی جانب سے پھر دل شتاب

جو لالچ کیا عقل کو کھو دیا
نہیں نیک دل جو ہے غافل یہاں
ہے کشتی کی مانند غافل کا دل
جو عارف ہے دل مثل دریا رکھے
دیا کاٹ جسنے تمنا کا جال
ہوا ہوس کو دے دل سے نکال

صفائی کو دے لے کیا ہی صفا
تنا بیخ کا ہے اسپہ بندگراں
کہ زور ہوا سے رہے منفعل
ندی سیکڑوں جو کہ غائب کرے
ہوا یکسوئی میں اسے تب کمال
پشیمانی کا تا نہ آوے خیال

ادہیاے سویم
کرم جوگ

کہا ان سے ارجن نے ایسا ہے گر
یہ ترغیب کیوں مجھکو ہے اے جناب
پہنسا مت بلا میں مجھے با تمیز
نہ مطلب کی باتیں یہہ مجنے کہو
ہے بہتر کوئی راہ دکہلائیے
کہا دو طرح کے ہیں فرقہ یہاں
ہیں مطلب کے بندے یہ اہل دول
خیال اور ہے دوسروں کا دلے
زبان سے نہ لیں جز خدا نام وہ
جہاں تک ہو تو کام نیکی کا کر

کیا مجھکو آمادہ کیوں کینہ پر
کہ دشمن یہ ہوں حملہ آور شتاب
خدا کے لئے ڈر خدا سے عزیز
کہ ہوتی نہیں ایسی باتیں نکو
رہائی مجھے غم سے دلوائیے
ادہر دنیا دار اور ادہر عارفاں
کوئی کام رکہتے نہیں جز دغل
ہماری سمجھ سے جو باہر رہے
نہ رکہیں سوا یاد حق کام وہ
چلن نیک سے زندگی کر بسر

کہ انسانوں سے پاتا ہے صورت جہاں
عمل سے تو پہنچے مجد کمال
ہوا جب تو کامل تو دے چھوڑ سب
تو کر کرم کیونکہ ہے گیتا ابہی
اگر کرم انسکے اسے چھوڑ دے
نہ دھوکے سے پرہیزگاری جتا
کرم جو کہ کرتا ہے بہر خدا
انفس کے لئے کام جس نے کیا
برائے دلی آرزو مشکل ہے
تو کر کام سارے برائے خدا
کہ جس نے کیا پیدا برہما کو ہے
بنے جگ تمہارے ہی آرام کو
جگموں سے ہے مضبوط جڑ کرم کی
اگر دیوتا کے لئے جگ کریں
ہو تب ان کو معلوم پہل کرم کا
وہ دے دیوتا اُن کو حصہ طعام
جو روٹی پکائے بس اپنے لئے
ہے غلہ ہی سے دنیا کی زندگی
اگر جگیہ سے ابر و باران ہو

اسی سے ہے ترک اور جگ سب یہاں
عمل سے کہیں بہتر ہے ہند وہاں
مناسب ہو کر فارغ کار تب
جو چھوٹے نہیں ایسا پکا ابہی
بلا شبہ بندھ سے بچت کرے
اصل میں تو کوشش نہیں دے دل لگا
تو پاتا ہے وہ سورگ میں مرتبا
گرفتار دل کو بلا میں کیا
کہ اس راہ سے دور یہ منزل ہے
نہ کرموں کا اپنے نتیجہ تو چاہ
ہوئی اُن سے بنیاد دنیا کو ہے
بنایا اسی وجہ سب کام کو
جمی جس سے دنیا میں جڑ دھرم کی
تو اس درجہ میں وہ قدم جاد ہریں
سورگ میں ملے جبکہ کچھ ان کو جا
کہ بن بھوگ جنکے ہے کہانا حرام
تو اسکو بہت جلد لعنت ملے
ہو بارش سے غلہ کی او پیدگی
ہری جس سے کھیتی دہقان ہو

بتائے جو اہل یقین نے بید اور پران — جو کرتا ہے جگ اسکو ہے ساری جہان

جو ہیں اہل دنیا کریں جگ ضرور — جو غفلت کریں آپ سے ہیں ہمیشہ دور

ہے شعلہ میں خواہش کے موت و حیات — کبھی فکر دن میں کبھی فکر رات

جسے لیک ہو عشق پروردگار — تو دونوں جہاں سے رہیگی کوئی کار

جہاں کا سبھی دور ہوتا ہے شاد کام — کہ ہے یاد میں محو وہ صبح شام

کیا جسنے ہے آرزو کام کو — ہوا پار سے ملکا وہ نام جو

جنک راجہ اور اسکی مثال — نہ مطلب کا کرموں میں رکھا خیال

گئے شادمانی میں وہ سوے جمال — یہاں کاٹ کر اپنے دن بیگمان

نفع میں ہے لوگوں کی اسکی رضا — رضا کی طلب عاقلوں کو سدا

بزرگوں کا کر طرز تو اختیار — ہر اک طور کر حق پرستی شعار

کرے جو کہ افسر کریں عام بھی — وگرنہ ہوں گمراہ و گمنام بھی

نہ کوئی رہی دل میں جب آرزو — تو بے سود ہے سب تری گفتگو

میں تینوں جہاں سے ہوا ہوں جدا — خودی تیاگ کر بن گیا ہوں خدا

ہیں سب کام میرے خدا کے لئے — ہے خواہش جو اسکی رضا کے لئے

برابر بد و نیک ہیں سب مجھے — کہ سب کام اسکے ہی ہیں حکم سے

بمگھہ اس سے غافل خود اپنے سے ہے — کہ ہر کام کا کرنا آپ ہی تو ہے

پھنسا جہل میں عقل گم کردہ ہے — ہے افسوس احوال پر ایسے کے

نہ دل کو برے کام میں تو لگا — نہ دے ہاتھ سے راہ نیک خدا

نہ کر زعم اچھا اگرچہ لگے — کمال عزیزاں ہے سر خم رہے

حقیقت سے یہ بھید کے آشنا
پرکرتی سے پیدا ہوا سب جہاں
ہوئے تینوں گن اس سے ہی آشکا
یقین ایسا کر ہے جہاں کو فنا
یہاں جسکو طاقت کرے کوئی کام
نہ گردن پہ تیری رہے بوجھ سب
کرے میری باتوں پہ گر تو عمل
نہیں جنگ. اس بات پر اعتقاد
طبیعت کا بندہ ہے گر آدمی
کسی کا نہ کرموں سے بس چل سکے
طبیعت پر اپنی نہ تو چھوڑ کار
کسی سے نہ رکھ دوستی دشمنی
اگر چاہئے جان اس طرح ہے بھلا
کیا کام جس نے کہ اس طور کا
کہا تب یہ ارجن نے ہر دیکھیات
بُرا کام وہ کیوں کرے اختیار
سبب اسکا دیجے مجھے اب بتا
کہا حرص ہی ہے یہ اصل گناہ
یہی آدمی کی ہے دشمن قوی

جو سمجھے کہ سب کام کرتا خدا
کہ جسکا ہوا تمام قدرت بیاں
کہ جس ایسر ہیں موقوف سب کاروبار
زتن و زباں سے ہر ایک ہو فنا
تو بس ہو سب کاموں کو بے تمام
تو میدان سے منہ کو مت موڑنا
تو تجھ سے نہ کاموں میں تیرے خلل
نہیں رکھتے ہیں وہ اعتقاد
رہے وہ گرفتار دام کبھی
ہو عاقل یا جاہل کسی طور سے
بندے ہاتھ سے اپنے یہ اختیار
نہیں ہوئیگی بہتی معصیت کبھی
مگر جانا راہ دگر ہے خطا
تو اسیر در رحمت حق کہلا
ہمیشہ رکھے آرزو خوش صفات
کہ جس سے لیں مرگ ہو شرمسار
مفصل کہو بندہ میں آپ کا
غضب ڈھاتی کرتی ہے عالم تباہ
طبیعت بناتی ہے اسکی بری

تیرے اپنے جنموں سے آگہ ہو نہیں
نہ مرتا ہوں نہ ہوتا پیدا کبھی
ہو جبتر دہرم کی سست جب دم کبھی
کہ مرتا نیونکی حفاظت کروں
گراؤں ہیں خون جفا پیشہ گاں
سمجھتا ہے جو مجھکو میری مثال
میں وہ ہوں کہ رکھتا کرم پیشہ ہوں
اگر دوسروں کو بھی پوجے کوئی
میرے چار ہیں برن اور آشرم
گنوں سے کرم سے برن ہیں
علیحدہ ہوں ہیں کام اور کرم سے
مجھے جسنے سمجھا وہ ایسا چھوٹا
ہوئے بہت سے عاشقان نجات
جو ہو موکش کی تجھکو بھی آرزو
بہت سے ہیں ایسے جو گمراہ نہیں
تمیز ایسے کاموں میں کرنی کٹھن
میری بات دل سے اگر تو سنے
اکرم اور ہے کرم پھر کرم سے
نہ کر لے سے اسکے مناسب ہے جو

رہوں اپنی جگہ بھی یہاں بھی ہوں ہیں
دکھانے کو جلوہ یہ صورت دھری
تو لیتا ہوں اوتار اسدھو ہیں
و سنیاسیوں سے محبت کروں
جہاں کو بتاؤں میں دارالاماں
تناسخ کا کٹ جائے بس اسکی چال
سو الطف رکھتا نہ اندیشہ ہوں
تو اسپہ بھی نظر عنایت ہوئی
میرے در سے لوٹے نہ کوئی بے غم
جدا شان میری ہے ہر برن میں
اگرچہ کئے کرم ہیں بہت سے
کہ بند ہوا ہوس جھٹ کٹا
جنھوں نے نہ چھوڑا اکرم تا حیات
تو مت پھیر کاموں سے تو اپنا رد
مگر نیک و بد سے ہیں آگاہ نہیں
کرے وہ جو رکھتا ہے اک صاف من
سو رگ تیری جا گیر بے شک ہے
کرے کرم سمجھے نہ پھر کرم سے
پشیماں ہوتا ہے راد نکو

بُرے کام سے جو کرے احتراز — اُسے ملتا نیکوں میں ہے امتیاز

نہیں چاہتا جو نتیجہ ز کار — وہی ہووے مقبول پروردگار

عمل کرم کا چاہتا ہے بُرا — گھٹتا نا نہیں آس سے دل بہلا

میری طرح کر کرم ہو گا رہا — نہ ہو مبتلائے ہوس و ہوا

جو ہگنی کی تو آگ روشن کرے — ہر اک جنس کر دار ایکدم جلے

کرے کام جو اُسکا بالا رہے — ملا خود خدا سے وہ ہر جا رہے

تو رکھ کام پر ہاتھ اور دل بیار — ہٹا دل سے ہر فکر کا اپنے بار

ہوا محو جو شخص ذاتِ خدا — سزاوار رحمت کا اسکی ہوا

اگر کام پر دل ہے بے یاد کے — تو اسکے پڑیں ظلم بیداد کے

جو لذت کرے ترک محنت چکھے — سرگ میں بلا شبہ راحت ملے

کرے جگ وہ دیوتا کے لئے — جو دولت کی دلمیں تمنا رکھے

بہت لوگ کر آگ افروختہ — ہیں دیتے ہر اک جنس و شے کو جلا

بہت سے رہیں بیٹھے در آفتاب — بہت ہر گھڑی کہاتے ہیں پیچ و تاب

رکھیں جگ سے جوگ سے بعض کام — کہ مل سیکڑوں سے جو ہوں شاد کام

کوئی زندگی برت ہیں کاٹتا — کوئی ایک دقتہ غذا سے رہا

مگر جو ہے غافل اُس کام سے — کریں اُسپہ افسوس انسب یہ ہے

ملے جوگ سے رتبہ عرفان حق — کہ جوگی بنے مالک ہر طبق

ہو صبر آشنا اور تحمل تو کر — ہر ایک کام میں ہی تامل تو کر

میسر ہے جو چیز سنتوکھ رکھ — یہ شہوت و لذت میں دل سو کہہ کہ

نہ یاروں کے اقبال سے رشک کر
ملے جو اسے سمجھے دیتا خدا
میں اور آگ اور ہوم دیر اسکی رشے
کسی نے کیا ضبط جس جگہہ سے
بس اس جوگ کو تو ہی کر اختیار
تو رکہہ محو خود کو بعرفان حق
بنے جب کہ عارف چلا جائے غم
بڑھے آتش شوق جتنی جناب
جو عارف ہوا ہے وہ شاہ جہاں
نہ عارف خدا لیک اہل صفا
جہالت کرے کام عالم خراب
یقین سے ملے آدمی کو کمال
ہو انسان جب کامل علم جوگ
چلا اپنے دشمن پہ تو خوب تیغ
یہ پانچوں ہیں رہتے بدن میں مدام
سمان ناف میں ہے تو دلمیں پران
بیان رہتا ہے بیچ سارے بدن
جو دم لیویں اندر ہے نہ وراپان
نہ واقف ہے اسبات سے کوئی شخص

خیال بدی سے تو کر خالی سر
کہ جیسے بڑھے جان ملے جب غذا
سوا برہم کے کچھ نہیں اور ہے
کسی کی پہری آرزو دیکھہ سے
رہے تجھہ تا لطف پروردگار
یہی ہو طپش دلمیں یہی سبق
نہ غفلت سے تو دلیہ کر کچھ ستم
ہوا و ہوس ہو ویں یکسر کباب
اسی کے لئے ہے زمین و زمان
سمجھتے نہیں حق سے اسکو جدا
اسی سے تو ہو مستحق عذاب
یقین کو سمجھہ دولت بیزوال
تو باقی نہ اسکو رہے رنج و سوگ
نہ کر ایسے کاموں میں ہرگز دریغ
بتجھے انکا دوں اب نشان و مقام
گلے میں اودان تو مقعد میں اپان
ان ہی پانچوں سے ہے نظام بدن
جو نکلے تو ہو دہ سعی پران
بجز اسکے کرتا جو حبس نفس

جگوں سے ہے بہتر یہی ایک جگ — رہے یاد حق جس سے ایک ایک گ
مگر جو کہ اس سے ہے بے عمل سرشت — بہت دور ہیں از مقام بہشت
اگر کہتا ہے کچھ بھی تو ہوش و عقل — شب و روز رکھ صحبت اہل فضل
ہر ایک چیز سے لینا دل کو ہٹا — اسی میں سمجھنا کہ ہوگا بھلا
دو عالم سے بہتر سمجھتا ہوں میں — ریاضت سے کمتر سمجھتا ہوں میں
سوا معرفت کے نہیں پا سکے — مکاں جو اونچا ہے کہ ہر طور سے
ملیں تیرے وشواش سے سب مراد — نہ پائے ہو اگر نہ کچھ اعتقاد
خیالات واہی کو کر دل سے دور — بنا اپنے دل کو بھنڈار گنج نور

ادھیاے پانچواں
پرکرت جوگ

لگا کہنے ارجن کہ اے ذی کرم — بھلا کون ترک کرم یا کرم
میرے دل سے شک کیجئے یہ نکال — کہ ہو ہاتھ کوتہ نہ وقت قتال
کہا یوں کہ کرنا نہ کرنا ہے ٹھیک — مگر کام میں پاؤں رکھنا ہے ٹھیک
بلا آرزو کام جو کہ کرے — تو آزادوں میں نام اوسکا رہے
نہ ہر کوئی ترک کرم کر سکے — نہ ہر شخص پر رحم حق کا رہے
مناسب اسے چھوڑنا کرم ہے — کہ یکساں جسے سارا یہ برہم ہے
برابر ہیں سب دوست دشمن اسے — خیال دوئی سر سے باہر رہے
مگر جو ہے نادان غفلت شعار — وہ سمجھے جدا کار اور ترک کار

سمجھا ہے یکساں جو ہے عقلمند　　سمجھ ہی سے ہوتا ہے رتبہ بلند
غرض بیغرض کام کیجئے جناب　　نہ مزدوری کار کا ہو حساب
مگر ختم جوگی کے ہوں جب کمال　　تو سنیاس اور جوگ ہوں ایکحال
کیا دونوں کو جس نے یکساں خیال　　گیا ٹوٹ وہم و مصیبت کا جال
سوا جوگ سنیاس ہوتا نہیں　　کہ دلدل سے ہاتھی نکلتا نہیں
ملے جلد تر اسکو راہ نجات　　کہ دونوں صفت سے جو محو ذات
رکھے عشق ہر دم بہ ذات خدا　　کہ ہے ہر جگہ وہ ہی جلوہ نما
کہاں ایسے لوگوں کو ملتا ہے پھل　　کہ ہیں محو ذات خدا جان و دل
سنے کان سے دیکھتا آنکھ سے　　تعلق خوشی رنج کا دل ہی سے
مساس ہاتھ سے چلنا ہے پاؤں سے　　غذا کی زبان سے ہے لذت ملے
ہے بو ناک ہیں تو سفر میں قیاس　　ہے مثل شمع جان دل سب کے پاس
اگرچہ نہیں ہوتی محسوس جان　　پھر اس سے ہے پر لبالب جہاں
ہے جوگی کو حاصل ہمیشہ فراغ　　الگ کار دنیا سے رکھیں دماغ
خدا کے لئے کام کرتے ہیں وہ　　کریں واسطے اپنے انساں ہے جو
جو خواہش کا بندہ وہ ہے مبتلا　　کبھی بادشاہ اور کبھی ہو گدا
ہوا جو کہ خواہش پہ غالب مگر　　نہ دلریش وہ ہو کبھی رنج پر
رہایش رکھے اپنی جوں نیلوفر　　کہ پانی میں رہ کر بھی ہووے نہ تر
تو کر اسطرح جیسے کرتا ہو نہیں　　جہاں خطرہ ہو وانپہ رہنا ہو نہیں
سمجھ جسم انسان کو جھوٹا جہاں　　کہ اسکا ہی نقشہ ہے سارا جہاں

ہیں دراسکے نو سُن تو اے مہربان
دو سوراخ ناک آنکھ اور دو تو کان زباں

دہن اور ہیں راہ بول و براز
رہے انہیں جان پر تو کارساز

ہیں سہ قسم کے دنیا میں آدمی
مگر ایک نے پیش دشمن کسی

مگر دوسرے کو نہ ہمت ہوئی
طلب مژدہ کی تیسرے کو رہی

سمجھتا ہے اپنے کو اک کارکن
رہے اس کو دایم یہی دھیڑ بن

کوئی سمجھے سب کام کرتا خدا
مرے آگے یہ بھی ہے کرتا خطا

جہل سے ہوا آئینہ پر ہے زنگ
اسے بھی دیا مار غفلت کا سنگ

رہے صاف آئینہ عارفاں
کہ ہے نور کا جلوہ اس میں عیاں

ہے یکساں انہیں چھوٹی اور جلیل
برابر ہیں انکو معزز ذلیل

کرے راجہ جوگی کا یکساں خیال
کرے مہربانی جو ہوں تنگ حال

نہ اپنے لئے چاہے کوئی وہ چیز
نہ مطلوب کوئی بھی ہو اسکو چیز

نہ لذت سے دل کو کرے آشنا
رکھے ہر گھڑی شوق یاد خدا

نہ شکر و شکایت سے رکھے وہ کار
ہمیشہ رکھے اک طرح پر قرار

وہ لذات و خواہش سے نفرت کریں
ذرا سی بھی ہو عقل و دانش انہیں

سر انجام راحت کا غم سے یہاں
کہ ماتم کدہ ہے یہ سارا جہاں

کیا جس نے غصہ و لالچ کو دور
اسے کہہ سکیں تب سراپا سرور

کرے سیر باطن کی محسوس وہ
سمجھتا ہے جو خود میں برہمانڈ کو

نہ اتنا پریشان خاطر وہ ہو
کہ نقصان دے عقل اور ہوش کو

وہ ہو حاکم مہر و ماہ و فلک
وہ ہو غالب انس و جن و ملک

رشی اور عابد جو ہیں گوشہ گیر
نہوں جال دنیا میں ہرگز اسیر

سمادھی میں ایشر کی رہویں سدا
نہ چاہیں کہ ہو سورگ انکو عطا

مگر جو ہیں مغلوب حرص و ہوا
رہیں وہ گرفتار دام بلا

نہ شادی خوشی سے نہ غم سے غمی
کرے جو وہی ایک ہے آدمی

گیا جو کہ مرنے سے پہلے ہی مر
ملی وا ہی زندگی سر بسر

خیالات باطل دے دل سے بہلا
کنارہ جو خواہش سے اپنا کیا

نظر دونوں ابرو میں جو دے جما
کرے حبس دم جو کہ دل کو لگا

پران اور اپان کو برابر کرے
سبوئے سہ و عشق سر میں کھینچے

کرے قابو میں عقل و دل اور حواس
وہی ہے عقلمند یزداں شناس

ہیں خوف و رجا اور جو حرص و ہوا
رکھے اپنا دل ان سبھوں سے جدا

کرے جو کوئی یکیہ اندر جہاں
تو مرکر وہ پاوے ریاض جناں

منی ہو کے پہچانتا ہے مجھے
رلے جیسے کہ جانتا ہے مجھے

ادھیائے چھٹا

اوتم سنجم نام

نہیں چاہتا جو جزائے عمل
وہ کرتا ہے ہمت برائے عمل

نہیں دیکھتا کچھ وہ سود و زیاں
ہے سنیاسی اور جوگی وہ تو یہاں

نہیں فرق ہے جوگ و سنیاس میں
نہیں پاس دونوں کو انفاس میں

گئی دل سے دنیا کی الفت نہ گر
عبث جوگ و محنت ہے ساری سیر

عمل سے ملے اسکو معراج جوگ — عمل اسکے سر پر رکھے تاج جوگ
مگر جو کہ مغلوب خواہش ہوا — تو کاموں سے دونوں جہاں سے گیا
ہوا جوگ میں اپنے کامل وہ جب — نہ دیکھے سوا نور حق کے وہ تب
دل اسکا اسی دلربا سے بندھا — نہ دیکھے کبھی آنکھہ اسکے سوا
یہی دل ہے جو یار دشمن بھی ہے — یہی راہبر اور رہزن بھی ہے
جو قابو میں ہو دل تو ہے یار یہہ — بصورت دگر ہے ستمگار یہہ
نہیں اہل دل کو غم بیش و کم — بڑھا ہے نہ شادی گھٹائے وہ غم
بنے اس کا دل گنج علم و کمال — سمجھتا ہے دنیا کو خواب و خیال
زر و خاک یکساں ہے اسکے لئے — طریقہ سچائی ہے جس کے لئے
بڑے چھوٹے اور جتنے ہیں غیر و یار — نہ رکھے سوا نیکی کے کوئی کار
سناؤں تجھے طرز اشغال جوگ — کہ ہو واقف کار اعمال جوگ
تو ہموار جا پر یہہ چیزیں بچھا — کشا مرگ چھالا و کپڑا اصفنا
حواسوں کو تو اپنے تب جمع کر — تو روشن دل اپنے کو جوں شمع کر
کرے ہاتھ دل اور زبان ایکجا — نہ آگے کسی کے کرے دست وا
نگہہ اپنی بس اسکی جانب لگا — کہ دیگا تماشائے قدرت دکھا
ہیں ہوں جان و تن میں بشکل ہزار — تماشا تو کر میرا اے ہوشیار
جو کھاویں بہت اور سوویں بہت — مصیبت وہ یہ جوگ میں سہیں بہت
تو کر کھانے سونے میں بس اعتدال — وگرنہ نہ ہوویگا حاصل کمال
جو محفوظ ہووے ہوا سے چراغ — تو رکھہ یاد بجھتا نہیں ہے چراغ

اسی طرح کوشش جو جوگی کرے
بہت عرصہ تک وہ بھی زندہ رہے

نفس ہے ہوا جان ہے جوں چراغ
ہوا کو تو کر بند اندر دماغ

رکھے برہمچرج اور قابو میں دل
کسی کا نہ ہرگز دکھاوے وہ دل

حواسوں کی لذت سے چھوٹا ہے جو
گیا مثل بجلی کے بس چھوٹ وہ

نہ محنت سے ہو اسکو معلوم رنج
کہ بخشا خدا نے ہے اک اسکو گنج

شہد جیسے مکھی جمع کرتی ہے
جو ہو جمع پھر بے طمع رہتی ہے

الگ دل سے ہو جب ہوا و ہوس
سمجھتا ہے ایشور ہی ہے اور بس

ہو بیتاب دل اسکا جب برقرار
تو ہووے اثر گردش روزگار

ہو جلوہ نما اسکے دلمیں ہی نور
رہے غیر پھر اسکو حاصل سرور

میرا وصل تب ہووے حاصل اُسے
خیال اور کوئی نہ دل میں رہے

جو ہو صاف دل پر سے اُسکے غبار
تب اسمیں پڑے پرتو روے یار

رہائی اسے رنج و غم سے ملے
کہ فارغ وہ ہر دو جہاں سے رہے

نظر دوستی سے جدھر ڈالے وہ
ہر اک شے میں سمجھے کہ روشن ہے وہ

وہ دیکھے کہ عالم ہے مجھہ میں نہاں
کہ جس میں مرا ہی ہے جلوہ عیاں

بھنور سے عمل کے نکالوں اُسے
میں خاص اپنی لو سے ملالوں اُسے

ہر اک برگ و گل میں مجھے جان تو
ہے مجھ میں خدا یہ بھی پہچان تو

جو ہو محو ہووے محیط جہاں
کہ ہوں ہم اسمیں موجود کون و مکاں

کہا یوں بتاؤ ذرا کرم
ملے کیا اِسے جو کرے جس دم

مگر میرا دل ایسا ہے بیقرار
نہیں اسکو اک چال پر ہے قرار

نہیں قابو میں دل ہیں مجبور ہوں — پہنسا ہے طرح میں تو معذور ہوں
پریشانیٔ دل نے گھبرا دیا — میرا سینہ جوں تختہ قیمہ کیا
ہے مشکل ہوا دل نہ ہاتھ آوے جو — اسی فکر میں کھوؤں ہیں وقت تو
کہا کرشن نے دل یہ سیماب ہے — عبث رنج و غصہ سے بیتاب ہے
نہ یکدم اسے قابو تو کر سکے — کہ خون جگر کہانا مدت پڑے
کہا جس طرح میں نے اِس طور سے — ہوا و ہوس گر علیحدہ کرے
یہ ہے نفس امارہ دشمن قوی — تو مردانہ کر بالمقابل سعی
کہا یوں کہ اے غمگسار جہاں — مجھے دیجے اُس آدمی کا نشاں
کہ دل کو جو قابو میں ہو کر چکا — بتا دی ہوں جسنے ہوس کی بنا
دویم وہ رکھے جوگ میں اعتقاد — نہیں نفس سے لیک اسکو جہاد
سویم جس نے قابو میں کی خواہشیں — چلا راہ حق اور رکی خواہشیں
پس از مرگ جاتے کہاں ہیں یہ سب — ہیں کسطور ملتے خدا سے وہ کب
کہا یوں کہ اے لایق تربیت — بتاؤں ہے تجھے اسکی سب ماہیت
کرے بندگی اور ہو محو رضا — تو مرنے پہ جنت ملے بے شبہ
رہے دیوتا جو گئی ناتمام — رکہے ایک مدت سورگ میں قیام
رہے ایک عرصہ جب اس طور پر — بحکم خدا آکے پیدا ہو پھر
پسر شاہ کا ہووے نیکو خصال — وہ کرموں کا اپنے ہی رکھے خیال
اسی طور حاصل کرے وہ کمال — نہ پاوے زوال اسکو جب ہو کمال
جو عارف ہے بہتر ہے اس شخص سے — کہ اپنے زہد پر جو مغرور ہے

توکر جوگ سے اپنا دل آشنا
محبت میں میری قدم دے جما

بنا جو کوئی میرا یاں آشنا
ہوا وہ خداوند مہر دوسرا

ادھیائے ساتواں

گیان جوگ

محبت سے راہ تجھکو دکھلاؤں میں
تجھے تا کہ منزل پہ پہنچاؤں میں

نصیحت ہے ایسی کمالات جوگ
جو تجھ پہ کرے طاری حالات جوگ

وہ ہی مرد ہے جو کہ اس راہ پر
بہ تحصیل عرفان باندھے کمر

ہوئی پھر عارف بنائے جہاں
کہ آگاہی اسکو ہیں حاصل یہاں

وجود اسکا ہے باعثِ کائنات
ہیں موجود اسمیں خدائی صفات

ہوا پیدا نو چیز سے یہ جہاں
ہیں چار عنصر اور پانچواں آسماں

دل و عقل اور قدرت کا ملاں
نویں جان یاں شمعِ محفلاں

جہان فانی ہے اور باقی ہے جاں
کہ ہے یہ ہی دارائے کون و مکاں

مری جان میں کونین تک ہے نہاں
کہ جوں تخم میں ہو شجر میرے جاں

مہ و مہر و تاروں کی ہوں روشنی
مجھی سے تلاطم بدریا ہوئی

میں ہوں لفظوں میں اولین حرف بید
مجھی سے بھگتوں کے دل میں امید

میں ہوں عقل عاقل میں ہوں شان علم
میں ہوں غیرت و جہل و موج وسیلہ

ہوں میں ہی جلال اور میں ہی جمال
ہوں چھوٹا بھی میں اور میں ہی کمال

ہوں عنصر بھی میں اور میں ہی فلک
میں ساہوں عالم جن و انس و ملک

مجھی سے ہیں نکلے ہوئے تینوں گن
بظاہر تو ہوں مثل انسان میں
کوئی سمجھے بسدیو کا ہوں پسر
نہ بیٹا کسی کا نہ ہوں میں پدر
نہیں جانتا خود ہی ہوں کون میں
جو ہیں بے خبر اور غافل یہاں
ہیں یہ چار کس اسجگہ نیک نام
اوّلاً سختی روزی کماتا ہے جو
دوم جو نہ دنیا کو چاہے کہ یاں
سوم ہوتے مشتاق عرفان ہیں
مرا عشق رکھتے بہت آدمی
مرا خوب رُخ دیکھے وہ آئینہ
کہ جسپر قلعی کرے نور حق
ہے روشن اُسی ذات سے کائنات
اگر کوئی جلوہ شناسا ہوا
بنیں وہ نہ غفلت سے دنیا پرست
پہ مشغل بجز حق مناسب نہیں
ہیں چاروں مرے یار پر اے پسر
نہیں دیتی کچھ خدمت دیوتا

ہوا مجھ سے برہمانڈ دل سے تو سن
بباطن ہیں ہوں شکل انساں میں
کہے کوئی ہوں شیخ نند گہر
نہ میں ہوں فرشتہ نہ کوئی بشر
جو ہوں بھگت وہ مجھکو پہچانیں
کنارے سے جا پہنچیں وہ دریا کہاں
یکم وہ کہ رکھتا ہے صدق تمام
کسی دل کو ہرگز دکھاوے نہ وہ
ہو خود بھگت اوروں کو ہو گو زباں
چہارم جو ہیں سو خدا دان ہیں
نہ پہنچے مگر مجھہ تلک ہر کوئی
پڑے عکس میرا جو ہو آئینہ
صفائی سے جو ہووے منظور حق
اُسی سے ہوئیں مختلف سب صفات
تو دل اُسکا محو تماشا ہوا
کہ نزدیک عاقل کے ہے نیست ہست
ولی اِن سے بڑھکر نہیں ہے کہیں
جو ہے قسم اوّل وہ ہے بیشتر
ہو کوشاں کہ ہو خادم کبریا

یہ مانا ہوا واقفِ نو فلک ہوا اور حاکم بہ جن و ملک
ہے بے سود غافل جو اس سے ہوا کہ جو ہر جگہ پر ہے جلوہ نما
پھنسا جو کہ زنجیر دنیا میں ہے گرفتارِ بند تناسخ رہے
ہر ایک شے جو ہے ارض سے تا سما ہر ایک جانور مور سے تا بماہ
نباتات سب کاہ سے کوہ تک درندہ و پرند اور جن و ملک
ہر ایک کو ملی شکل اعمال سے ہے ظاہر یہی سب کے احوال سے
کرے مبتلا حرص دام بلا کریں خشم و شہوت و رنج و وا
طبیعت کا بندہ ہے ہر آدمی کہیں ہے خوشی تو کہیں ہے غمی
کرے جس قدر خدمت دیوتا اُسیقدر مائل وہ حق پر ہوا
بڑھاتا ہے اُسکا خدا اعتقاد پرستش کرے جس سے وہ اور زیاد
جو پرماتما کا ہو دل میں ظہور تمنائے دل ہو وے حاصل ضرور
جو رکھتا ہے دل اپنا ہر طرح صاف نہیں مکر و حیلہ سے ہو پیچ باف
رہے جھوٹ و دھوکہ سے ہر دم وہ دور نہیں پاپ کا اُس سے ہوتا ظہور
گذارے عمر میرے اخلاص میں دل اُسکا کروں خلوتِ خاص میں
بہت اختلافِ عقاید میں ہے سمجھتا ہے مطلق جو قادر مجھے
کوئی سمجھے خالق کوئی دیوتا کوئی سمجھے حاکم مجھے حشر کا
وہ اپنی سی جان سمجھے جاندار کی نہ خواہش کرے دینے آزار کی
جو ہو جمع خاطر تو دیکھے مجھے وہ دنیا میں جوں شمع سمجھے مجھے
سوا عقل علم حقیقت کہاں نہو یہ تو افسوس جینا یہاں

کرے یاد مجھکو دم واپسین — ملے اوسکو بیشک بہشت برین
جہاں مثل پردہ ہے پر ؟ تما — جو عارف ہے دیتا ہے اسکو اٹھا
پھرا دیکھتا مجھکو ہر رنگ میں — سمجھتا ہے موجود ہر سنگ میں
نہ پیدا ہوں ہوتا نہ مرتا یہاں — جہاں میں ہوں جوں جسم میں ہی جان
ہے تینوں زمانوں کی مجھکو خبر — وہ سمجھے کہ جو یاں ہے صاحب ہنر
ہے خلقت گرفتار دام حواس — بجائے امید اسکو ملتی ہے یاس
اس ادھیائے سے تجھکو دی ہی خبر — شب و روز رکھیو تو مجھ پہ نظر

ادھیائے آٹھواں

سدہ جوگ

کہا یوں کہ اے رہبر گمرہاں — کیا گیان کا آپنے تو بیان
خبر آدہ بہوت آدہ جگ دیجے — برائے کرم سب بیاں کیجے
دم آخرین تم کو اے مہرباں — وہ کسطرح پہچانے جان جہاں
بیان شغل بھگتوں کا بہی کیجئے — نشاں حال رشیونکا بہی دیجئے
بیاں کیفیت بانی برہم ہو — عیاں کیجئے جلوہ پر برہم کو
کہا کرشن نے جسم دنیا کو مان — منور جسے کر رہی ہے یہہ جان
جو باقی ہے ہرگز نہووے فنا — ہے جلوہ نما جلوہ کبریا
اچھر نام باقی ہے فانی ہے چھر — یہی آدہ بہوت ہوتا ہے لے بسر
ہے جان عکس پرماتما بیگماں — جو موجود تہا آدہ سے بہی یہاں

میں ہوں آدہ جگت واقفِ قیدِ حال
ہیں معلوم سب مجھکو راز مال

نتیجے پہنچا نیک کار جہاں
میں ہی غیر ہوں میں ہی یارِ جہاں

وہ رکھتا ہے خو شغل پروردگار
جسے کہتے ادھیاتم اسے نادار

کرے جو کہ مرتے دم اسکا خیال
خیال اسکا ہوتا اسی کی مثال

سعہ جان و دل عقل ہوش و حواس
ہو محو خدا مرد الیشر شناس

میرے کہنے پر گر کرے تو عمل
تو دل کے کٹیں سارے بند خلل

تو کر محو اپنے کو مجھ میں یہاں
کہ تیری نہ ہستی کا ہووے نقصان

ہوا جو کہ مرنے سے پہلے فنا
تو حاصل ہے اسکو ہمیشہ بقا

نہ محتاج ہو وہ کسی حکم کا
جو سمجھا یہ نکتہ وہ عالم ہوا

تو پوچھے ہے کیا شے ہے جان جہاں
ہے ظاہر وہ ہر جا ہے پھر بھی نہاں

ہے نزدیک سمجھیں کہ ہے دور وہ
ہے فانوس تن میں شمع نور وہ

نہ دیکھے کوئی چہرہ زیبائے کو
مگر بھگت جو محو دریا وہو

کرے حبس دم اور دل ایک خیال
سوا میرے دلمیں نہ رکھے خیال

نکالے وہ جاں کو زراہ دماغ
کہ جس سے بنے مہر تاباں چراغ

رہے یاد میں اسکے جو کہ مدام
رہے جاگتے سوتے وہ ورد نام

نہ پاوے وہ تن اور پاوے نجات
اثر جاپ سے ہووے وہ محو ذات

کئی بار ڈالی ہے بنیاد خلق
کہ مختار ہے پھر ایجاد خلق

وہ برہما جو کرتا ہے پیدا جہاں
تناسخ میں ہے وہ بھی تو بیگماں

مگر در وصل حق نہ پھر پاوے تن
مری ذات میں محو ہے ذات دلن

جو دنیا میں ہیں شہوت و حرص و آز
رکھیں انسے اپنے کو ہر طرح باز

عداوت کسی سے نہیں جو رکھیں
نہ مثل مگس شہد میں جو پھنسیں

ٹھکانے کو انکے لئے لامکاں
نہیں جسمیں جز انکی کوئی نشان

بہت سے کریں رات دن کا شمار
نہیں انسے بنتا مگر کوئی کار

کریں اس طرح روز برہما شمار
کہ ہیں چار جگ دنہیں اور دن ہزار

برابر ہر اک دن کے ہے انکی رات
نہیں کال کے خوف سے پر نجات

بہت سے گنیں کوہ اور دشت سی
گذاریں گھڑی بہت سے طشت سی

بہت سے سمجھتے ہیں تقویم کو
نہیں جانتے قدر تسلیم کو

صبح برہما کی ہوتی ہے جب مسا
تو کہتے ہیں ہوتی ہے دنیا فنا

ہو مائل بہ آرام دنیا سماے
بسے پھر نکل اسکا دن جبکہ آئے

نہیں جانتے برہما بھی بندہ ہے
بدرگاہ ایشر سر افگندہ ہے

سوا ایشر کے کوئی باقی نہیں
غضب سے نہ کوئی بچے او کہیں

وہ ہی ہے علیم و کریم و رحیم
جہاں فانی ہے اور وہ ہے قدیم

جو پہچانے اسکو نہ پاوے زوال
مگر اور کو ہووے ہر دم وبال

بھگت مثل کشتی بدریاے عشق
سوا اُسکے ہے کون دانائے عشق

جو واقف ہیں پہنچے وہ درگاہ میں
مگر اور در ماندہ ہوں راہ میں

جو پہچانا خود کو خدا اسے ملا
کہ کام اسکا دونوں جہاں میں بنا

میں احوال عالم سے دوں اب خبر
کروں تجھکو آگاہ اے خوش سیر

کرے مہر چھ ماہ سیر شمال
ہے اس سمت میں اسکو عز و جلال

مریں اِن دنوں ہیں جو روحانیاں
تو ہوتے ہیں ہیکی سے وہ ہمقراں
جب آتا ہے سوے جنوب آفتاب
تو ہوتی ہے شب اور کرتا ہے خواب
مرے کوئی روحانی گر یہیں یاں
نہ آوے دوبارہ وہ اندر جہاں
مرے رات کو گر تو جاوے بماہ
پھرے اِس جگہ سے بحکم اللہ
اگر ہووے جوگی اسے عین نور
نصیب اسکو ہو جاوے دائی سرور
بہر حال ہو جوگ سے آشنا
کہ جس سے تو ہو محو ذات خدا
مسلسل یہ ہے دورۂ کائنات
تماشا ہے یہہ بہر اہل نجات

ادھیائے نواں
راج جوگ نام

سمجھتا جو ہوں تجھکو میں نیک خو
تو کرتا ہوں اسرار کی گفتگو
تو سُن ہاں کان دھر کر کیا ہویگا
خدا ہویگا تو خدا ہویگا
یہی عقل اسطوسہ پر عقل ہے
تو مطلب سمجھ رکھتا اگر عقل ہے
خوشی سے تو کر زندگانی بسر
میری طرح تو جاؤ واں عیش کر
ہو جسکا کہ اس طور کا اعتقاد
مرے رخ کو ہر دم وہ رکھتا ہے یاد
گرے جو کہ بے معرفت پالنے ہیں
جدائی سے اُنکے جگر ہیں جلیں
گرفتار قید تناسخ وہ ہیں
وہ غفلت سے اپنے ہی دشمن بنیں
سمجھ اے کہ دل تجھسے دشمن کا خون
ہیں آگے ترے مثل صید زبون
کہ ہیں صورت آفرینندہ ہوں
اصل میں خدا ہوں اگر بندہ ہوں

میں اعمال وافعال سے ہوں بہت — دل اپنا کیا ایشر کے نمت

فرق مجھ میں پر ماتما میں نہیں — اسی سے دو عالم میں ہوں میں نہیں

جہاں مجھ میں ہے اور میں اندر جہاں — نہیں ہو سکے میرا رتبہ بیاں

ہے آکاش میں جیسے پھیلی ہوا — اسی طرح مجھ میں ہے خلق خدا

الگ مجھکو اعمال سے تو سمجھ — ہر اک اپنے افعال سے تو سمجھ

ہر اک چیز ہے میری قدرت میں بند — ہوا اس سبب میرا درجہ بلند

میں ہی ہوں ہر اک شے ہے مجھ سے پیدا — مجھی سے فنا ہے مجھی سے بقا

جو ہوتا ہے برہما کا دن منقضی — فنا کا جہاں ہوتا ہے منقضی

صبح اسکی ہو پیدا عالم کروں — مہیا جہاں سارا ایکدم کروں

تو دیکھ ان صفحوں پہ بتاتا ہوں کیا — بموجب کرم نقش ہوں کھینچتا

ہوئی مجھ سے قدرت ز قدرت جہاں — میں ہوں صانع پاک صنعت جہاں

سمجھتے ہیں اپنا سا غافل مجھے — لگاتے ہیں بہتان باطل مجھے

ہیں گمراہ سب اور باطل ہیں وہ — میرے راز سے کیونکہ غافل ہیں وہ

ہیں خو گر طریق شیاطین کے سب — بدی کرنے سے یاں وہ ٹلتے ہیں کب

جنہوں نے کہ پائی ہے خوے ملک — انہوں نے مجھے پا لیا بر فلک

مجھے پوجتے ہیں وہ ہر صبح وشام — مجھے یاد رکھتے ہیں ہر صبح وشام

سمجھتے ہیں واحد ہی بسیار ہی — جہاں ہی سمجھتے ہیں دادار ہی

نہ جد وجہد سے مجھے پا سکینگے — نہ بن گیان جگ مجھ میں مل جائینگے

جہاں ڈھونڈھے اس جا پہ حاضر ہوں میں — کہ احوال سے سبکے ناظر ہوں میں

میں ہوں جگ میں آگ اور آب و خاک
ولے ہیں ہوا و حرص سے میں پاک

میں ہوں یار بیٹا برادر بھی ہوں
میں ہی باپ اور میں ہی مادر بھی ہوں

میں ہی سب کے فعلوں کا پھل دیتا ہوں
سزا کرموں کی بھی میں ہی دیتا ہوں

میں ہی زندگی موت خلقت کی ہوں
کہ واقف میں علم حقیقت سے ہوں

میں ہوں خشک سالی بھی بارش بھی ابر
میں ہوں شاکر و صابر و شکر و صبر

میں ہوں حرف اول جو میں نے کہا
ہے رنگین سخن بھی تو میں نے کہا

فراہم کروں میں پراگندہ کو
پتہ دوں غریبان درماندہ کو

زمیں میں ہوں اور آسماں بھی ہوں میں
مکیں بھی میں ہی اور مکاں بھی ہوں میں

میں ہی رازق خلق و غمخوار ہوں
میں ہی روز بد میں نگہدار ہوں

مجھے ظرف و مظروف دونو سمجھ
مجھے صرف و مصروف دونو سمجھ

میں چاند اور سورج بھی اختر بھی ہوں
یہ سب کچھ ہوں پھر اس سے بڑھ کر بھی ہوں

بھنور بھی ہوں میں اور ساحل بھی ہوں
ہوں امرت بھی میں اور ہلاہل بھی ہوں

غرض جو کہ ہے سب وہ میں ہی تو ہوں
کہ واقف بد و نیک عالم سے ہوں

کرے بے غرض جو میری بندگی
خوشی سے کرے وہ بسر زندگی

وہ بس بندۂ خاص و مقبول ہو
ہو مشہور دنیا میں وہ نیک خو

مجھے پوجیں وہ یا کسی غیر کو
کریں جو پرستش وہی خوب ہو

اگر در حقیقت وہ پوجے ہے حق
تو بخشش کا اوسکی وہ ہے مستحق

دیا جس نے غیرت کو دل سے نکال
تو بھگتی میں حق سے ہوا اتصال

لگائے جو دل اپنا مجھ میں جناب
ہوا و ہوس سے وہ نکلے شتاب

میں ہر جگ وطاعت کا ہوں مدعا
کہ اہل حقیقت کا ہوں میں خدا

دیا دل مجھے جسنے ہے نیک دل
چمکتا ہے جوں شمع وہ در محل

تو میرے لئے جگ و خیرات کر
میرے شہر میں ہے جو تیرا گذر

محبت شیاطین سے گر تو نے کی
تو راہِ غم و رنج و محنت کی لی

نہ پہونچے وہ منزل تلک بھی کبہی
نہ ہے راہ اور اسکو جز گمرہی

خودی سے نکل کر خدا کو تو جاں
تو پنہاں ہر اک شکل میں مجھکو جان

نہ رکہہ پانوں اس رہ میں باطل ہے جو
نہ حاصل تجھے رنج و محنت سے ہو

مجھے عشق منظور ہے اے پسر
یہ ہوتا ہے منظور اہل نظر

کرے عشق میرا اگر اختیار
تو تجھکو ملے دولت پائدار

محبت تو میری دکھاتا ہے کیا
تو کر دل سے اے یار یاد خدا

دو رنگی کا تار نگ دل سے ہٹے
خیالِ دوئی بہی جو دل سے مٹے

جلا آگ تو گر کرے بندگی
بسر زہد میں اور کرے زندگی

عقیدت سے برگ و گل و قطرہ آب
جو دیگا تو ہو ویگا تو کامیاب

نہیں بند زہد و اطاعت کا ہوں
کہ بہوکا فقط اک محبت کا ہوں

جو پاپی بہی کرتا مری یاد ہے
تو ہوتا مصیبت سے آزاد ہے

محبت سے مجھکو کوئی پوجے گر
تو ہو لطف سے میرے وہ بہرہ ور

کریں یاد گر مجھکو اہلِ گناہ
بچاہوں کہ ہو انکا نامہ سیاہ

پھر احوال بھگتوں کا کیا ہو بیاں
میرے عشق میں محو جو ہیں یہاں

ہیں دونو جہاں سے وہ بہتر جناب
ہیں چرخ حقیقت پہ جوں آفتاب

رشی اور منی جو ریاضت گزیں
ہرے سے ہیں دل جنکے الفت گزیں

ہوئے آخرش مالکِ دو جہاں
خدا کے ہوئے قرب سے شادماں

سمجھ سے تو کر اپنی توبہ پسر
تو کر عجز و زاری سے مجھپر نظر

جگ وتپ سے تو مجھکو اب یاد کر
میرے عشق سے دل کو آباد کر

میرے عشق میں ویش یا شودر ہو
تو صد ہا گوہرے بھی ہو پاک وہ

میں عشاق سے بہت شرمندہ ہوں
تو کر عشق میں عشق کا بندہ ہوں

تو کیا حال پوچھے مرے بھگت کا
وہ ہیں جان میری ہیں ان پر فدا

جو الفت کرے دیو پتروں سے گر
پس از مرگ ان ہی سے ملے سربسر

ہوا مجھہ میں واصل طلبگار من
وہ ہو چھتری یا کہ ہو برہمن

خودی کو تو دو چھوڑ بیخود ہو
نہ راہِ ضلالت کے ہو راہرو

ہوا مجھہ میں گر بیخود اصل ہوا
نکل کر تو نقصان سے کامل ہوا

کسی کا نہ ہوں یار نہ ہوں عدو
رکھوں ساتھ سب کے میں یکساں ہو ان کو

طلبگار یاران مخلص کا ہوں
خریدار انکا بدل میں بنوں

اگر میری خدمت تو دل سے کرے
سر غم میں بس خاک نکسیر پڑے

محبت سے مجھکو جو پوجے یہاں
تو فردوس میں پائے جا بیگماں

کرے گر تو خدمت تو ہو کامراں
تو اخلاص سے ہو شہ دو جہاں

ادھیاے دسواں بہبوت جوگ نام

ترے فائدہ کو بتاؤں سخن
کہ ہووے خبردار راز زمن

نہیں کچھ بھی روحانیوں کو خبر
نہیں جانتے میرے آغاز کو
میں وہ ہوں کہ ازل سے ہے جو ظہور
وہ کیا جانتے ہیں کہ میں کون ہوں
شروع اور ختم جسنے سمجھا مجھے
کٹے اسکے سب بند سختِ گناہ
دل و عقل و آرام و صبر اور قرار
بقا و فنا اور تمنائے دل
خوشی و غمی راستی سخن
زمانہ میں ہو نیک بدنام گو
ہوا ہم سے ظاہر غرض جو ہے یاں
ترشی اور نرمی دل سے پیدا کئے
مجھے جو کہ سمجھے ہے سب کی بنا
بڑھے ہے جس سے اُنکی قدر میں ہی جاں
وجود اور عدم اور حدوث و قدم
ہوئے مجھ سے پیدا ہیں دانا خموش
یقین رکھ کہ پیدا کنندہ میں ہوں
مجھے دیکھتے ہیں عقلمند میاں
شب و روز وہ ہیں میری یاد میں

سوا میرے کوئی نہیں ہے دگر
کہ ہر پردہ سے میری آواز ہو
جہاں میں ہے روشن مری شمع نور
منور بصد جلوہ ہر جا ہوں
وہ پہنچا نہیں پہنچنے کی جگہ
ملی اسکو ذات مقدس کی راہ
زبوں کرنا ور نقش بیہودہ کار
کرے صبر اور شکر ایذائے دل
بھلائی برائی و رنج و محن
وہ یکساں ہر حال جوں آب ہو
ہماری ہی نیرنگی سے ہے جہاں
جو دنیا بسانے کے باعث ہوئے
ہمیشہ میرے دلمیں ہے اُسکی جا
جہاں جسم ہے اُسمیں جاں میں بنوں
لگا عرش سے فرش تک ایکدم
میری فکر میں کھوئے بہتوں نے ہوش
نگہ نیک و بد خلق پر میں رکھوں
نگاہ بصیرت سے درشن کناں
رکھیں بند آنکھیں میری یاد میں

ہیں مشغول تعمیل احکام میں
وہ صبر و قناعت سے کرتے بسر
میں جس شخص سے دوستی یاں کروں
کہ دنیا میں ہووے وہ سب کی پناہ
کہا تجھکو زیبا ہے یہہ عز و شاں
بد و نیک جو ہے وہ سب تو ہی ہے
تو ہے جسم عالم تو ہے جانِ خلق
تو پہچانتا خود کو ہے بیگماں
ہر اک جا ہے جلوہ تری شان کا
خدا کے لئے مجھکو اتنا بتا
کہا یوں مرے بات پر گوش کر
ادت کا پسر ہوں مرا نام بشن
ستاروں میں ہوں چاند لے ذی ہنر
ہوں اول بھی آخر بھی اور درمیاں
میں ویدوں میں ہوں شیام اے ودیا
حسوں میں ہوں دل اے ارجن تن میں ہوں
پہاڑوں میں ہے درجہ میرا سمیر
برہسپت پروہتوں میں ہوں کامگار
سمجھ مجھکو لشکر کشان جہاں

لگے جان و دل سے ہیں ہر کام میں
دکھاتے تمنا کو راہِ دگر
تو دنیا میں اس طور استاد کھول
سبھی اسکے در پر ہوں آ جبہہ سا
تو ہی ہے خداوند ہر دو جہاں
خداوندِ بالا و پستی تہی ہے
تو ہے کفر و ہستی و ایمانِ خلق
تجھے سمجھیں مجھ سے کہاں ناتواں
یہاں سب ہے قربان ہر آن کا
کہاں ڈھونڈوں تیری ہے پہچان کیا
خیالات دیگر فراموش کر
یہاں پور سبد یوگو ہند کشن
ہوا میں ہوں مرغ عالی گہر
جہاں جسم ہے اور میں اسمیں جاں
ہوں روحانیوں میں شہ دیوتا
میں رودروں بیچ شنکر ہوں
بنا یکش راکھشش میں ہوں میں کبیر
ہر اک سمت ہوں میں آبی میں نامدار
ہوں وہ میں سمندر جو ہے بیکراں

رکھوں میں ہوں میں ہرگ سیکو شیم
یگوں میں ہے جپ یگیہ میرا شمار
درختوں میں پیپل مجھے جان لے
کپل منی ہوں سدھوں اے ہوشیار
ہوں اسپوں میں میں آپ اچی شروا
مرا نام ہتیاروں میں بجر ہے
میں سانپوں میں ہوں باسک نامدار
میں دنیا میں مالک جز و کل
دیتوں میں پہلاد ہوں خوش سیر
ہوا تیزی میں باد صرصر شمار
ہوا مچھلیوں میں بنام نہنگ
فتحمندوں میں میں ہوا رامچند
شروع بیچ ہوں اور میں ہی ختم
میں ہوں علم ویدانت بحثِ کمال
ہوا آگے انساں میں شاہانِ شاہ
میں ہوں کام جس سے کہ عالم بنا
مرا نام پتروں میں ہے ارجمان
بنا میں درندوں میں شیر ژیان
مرا نام ہے ڈونڈھا تندر سماس

میں ہی جاپ ہوں اور عالم کا علم
ہماچل ہوں میں اور سب کو مہار
ہوں رشیوں میں نارد نکوبیاں لے
ہوں گندھرب میں چترر تھ نامدار
مرا نام ایراوت ہاتھی ہوا
میں ہوں کام دھین نفع سب کو جو دے
میں ہوں شیش ناگ سراپا وقار
میں وہ ہوں کہ رہو غنی میرا دل
میں قاتل میں ہوں کال بس سربسر
ہوں ویدوں میں میں شام عالی وقار
رواں چشموں میں ہوں میں دریائے گنگ
ہوا نام دونوں جہاں سے بلند
میں ہوں صاحبِ فیض وجود و کرم
میں ہوں صاحبِ شان و عز و جلال
ہوا میں خداوندِ انجم سپاہ
برن ہوں کہ ہے آب ما وا مرا
جو حاکم ہیں انمیں بنا جم یہاں
گرڑ ہوں پرندوں میں صید افگناں
سمجھتے ہیں اپنا عبادت شناس

زمان وہ ہوں میں جو کہ ہے بے زوال — میں ہوں موت جسکو کہتے ہیں کال

الف جان مجھکو میاں حروف — میں ہوں آفتاب بری از کسوف

زمانے بھی اور جو کہ ہوتا ہے یہاں — مجھی سے ہوئے یہ زمین و زمان

میں ہوں کیرت و سمرت دیکھی — جہاں بدھ بھی دھیرج و سرسوتی

ہوں چھندوں میں میں چھند گائتری — رچاؤں میں برہت میں ہوں تسلیم کی

دہنتر حکیموں کے اندر میں ہوں — مصاحب تدبیروں کا اندر میں ہوں

چھ فصلوں میں ہے نام میرا بسنت — میں ہوں یار غمخوار ہر سادہ و سنت

مہینوں میں منگسر ہوں مشہور میں — ہوں موجود میں بازیٔ زور میں

میں ہوں فتح و تدبیر و عزم درست — ہوں میں ہی کمال یاں زر و زور نخست

عقلمندوں میں ہوں بنام بیاس — ہوں پانڈوں میں میں ارجن حق شناس

میں ہوں خاموشی جو ہے مُہر دین — میں ہوں حسن تقریر اہل سخن

سمجھ مجھکو شاعر با اہل سخن — ہوں میں عدل فرمان دہان زمن

میں عرفان ہوں یا نیہ در عارفاں — میں ہوں شور سودائے دیوانگاں

یقین رکھ کہ ہوں اصل خلق جہاں — میں ہوں جان نگہبان کون و مکاں

غرض جو کہ ہے میں ہی ہوں اے عزیز — سمجھ لے جو رکھتا ہے عقل و تمیز

فزوں از بیاں ہے یہاں میرا حال — تو عرفان میں دیکھ میرا کمال

میں ہی ہوں گمان او قیاس و خیال — میں ہی ہوں جمال او جلال و کمال

مرے جلوہ کا ذرہ ہے آفتاب — بہ چشم بصیرت جو دیکھو جناب

ادھیاے گیارہواں

وشوروپ درشن

کہا یوں کہ اے سرور سرفراز
مددگار بیکس ہے عالم پناہ
حقیقت کے بھید دل سے آگہ کیا
بتاتے ہو خود کو محیط جہاں
تمہاری وہ صورت ہے جس میں جہاں
جو دیکھوں تو ہو جان تازہ مری
سرافراز دارین کیجے مجھے
کہا یوں بہت خوب اے کام جو
ولیکن نہ اسطرح دیدار ہو
لگاؤں تیری آنکھ کو سرمہ اور
دیا کھول تب مثل گل کے دہاں
طرح طرح سے دیکھا اشکال کو
ہر اک صورت اوسکی برابر بہ مہر
ہزاروں مہ و مہر تابندہ تھے
تھے موجود عنصر جہاں تھا پدید
کہوں کیا کہ واں دیکھا ارجن نے کیا

تو ہے چارہ پرداز اہل نیاز
قیاس و گماں سے بڑا مرتبہ
در معرفت کو کیا مجھپہ وا
مرے دل میں خواہش ہے اے مہربان
کہ جس کا کریں ہمت ہر لحظہ بیان
ہو امید میری بری اور بھری
خبردار کونین کیجے مجھے
نہیں بر لاؤں تیری بھی یہ آرزو
نہ آنکھوں کو تاب رخ یار ہو
نہ دیکھے سوا میرے تو اور ہو
ہو جلوہ پرواز اس میں جہاں
بعینہ انگ اس مہر تمثال کو
بہ ناز و ادا و بخوبی و چہر
فلک پر عجائب درخشندہ تھے
وہ دیکھا نہ آئے بگفت و شنید
لگا آسماں سے بہ تحت الثری

مریخ اور مہا دیو اشنی مکار — سریش اور دہنش اور گنیش و کمار

سموم اور نسیم و صبا تھی وہاں — تھے حور اور فردوس اور گلستاں

گہٹا کالی کالی چمکدار برق — اسی طور دیکھے زیادہ تا لفرق

تھے پاتال کے طبق وجود واں — عجوبہ تہا موجود دیکھے جہاں

گیا کانپ اور خوف سے ڈر گیا — وہ حیرت میں اُس شغل سے گر گیا

سر اپنا رکہا اُنکے تب زیر پا — کیا عرض اے شاہ ارض و سما

ہوئی کرپا دیکھے جہاں دجہاں — ہوے مجھہ اسرار مخفی عیاں

دلے دل نہ قابو میں میرے رہا — جو رشک جناں کو مشاہدہ کیا

دیا صبر کہو دیکھہ اسکے خرام — کہ ڈالا ہے زلف مسلسل نے دام

بت دلربا ہے نیاز و ادا — سہی قد ہے وہ ہر نظر ہے بلا

ہے اک ذرہ اُس نور کا آفتاب — گئی ہاتھ سے طاقت صبر و تاب

کروں ایسی صورت پہ جان کو فدا — نہ میں بلکہ قربان ہو ارض و سما

نہیں تیرے جلوہ کی کچھ انتہا — رکھے تاب دیدار کیا بے نوا

جپیں تجھکو ہیں جن وانس و ملک — جپیں تجھکو اور مہر و ماہ و فلک

جپیں تجھکو گل اور بلبل بباغ — جپیں تجھکو اور کوہ دریا و راغ

مہادیو ہیں عشق میں زندہ پوش — کریں عشق میں تیرے عاشق خروش

ہزاروں دہن دست و پا بیکراں — ترے منہ میں دیکھا جہاں در جہاں

کہیں تجھہ گندھرب تھے رچہہ دمار — کہیں باسدیو اور اشنی کمار

کہیں ہیں ہنی اور نہ کہاں جہاں — تھے لولین در جلوہ بیکراں

یہ سب دیکھ ترساں ہوا اسقدر
سنے بھیشم درونہ کرن بکرن
معہ بھائیوں کے بفوج گران
ہماری سپہ سے درشٹ دمن
دروپد سکندی بل نامور
وہاں اور دیکھا رواں بحر خون
یہ سب اپنی ہستی سے بیگانہ ہیں
سنے گو جہاں خود میں دکھلا دیا
بتاؤں سے تو باپ عز و شاں
کہا رخ سے کی دور میں نے نقاب
کری مرگ خویشاں پہ تو نے نظر
کوئی کشتہ کوئی خدا گیر تھا
ہوا تجھکو معلوم جب اسقدر
یہ سب کوروان بخت برگشتہ ہیں
بہانہ تو بن اور مردانہ ہو
نکو نامی تیری لڑائی سے ہے
غرض ارجن انکار سے آیا باز
لگا کرنے تب اوسکے وصف و ثنا
کیا بعد ازاں عذر تقصیر کا

اڑے ہوش میرے یہاں سر بسر
چچا کے پسر دشمن جان من
پڑے کشتہ مرد ہیں اندر وہاں
معہ شاہ بیراٹھ لشکر شکن
پڑے سر بریدہ دریدہ جگر
پڑے جس میں سرکش بہت منگول
تجھے اک شمع روکے پروانہ ہیں
نہ لیکن ہوئیں دیدہ فہم وا
کہ آوے نہ ہرگز بہ وہم و گماں
نہ لیکن گیا داں کا تیرے حجاب
کہلا حال انکا تجھے سر بسر
دکھایا تجھے جو کہ تقدیر تھا
تو میدان میں ہو جا سینہ سپر
کہ تیر اجل کے لئے لقمہ ہیں
نہ کر خوف خود سے نہ تا طعنہ ہو
کیا خوف متروک مردوں نے ہے
بحسب الحکم مظہر کا لیساز
سر اپنے کو پیروں میں اسکے ملا
ہوا مستعد وہ سپٹے کارزار

کہاں کون رکھتا ہے تاب و مجال
نہ مرغنی کو تیری حولا دے خیال

تیرے حکم میں ہیں یہ تینوں جہاں
تیرے حکم میں سب ہیں کون و مکاں

پرستار تیرے ہیں ہر صبح و شام
تو ہے قابل سجدہ ہر خاص و عام

غریبوں کا ہے تو ہی پشت و پناہ
تو کر رحم مجھ پر کہ ہوں پر گناہ

ترے خوف سے ہیں گریزاں دیو
گئے بھاگ پاتال لرزاں دیو

نہ کیونکر تری اتنی ہو قدر و شاں
ہے موجود تجھ میں زمین و زماں

تو ہے ادا اور انت سے بھی بڑا
وہم و فہم دونوں سے بڑھ کر ہوا

ہے برہما تو ہی اور تو ہی مہر و ماہ
تو ہے بران جم اور تو ہی خضر راہ

تو ہے علم و عالم تو ہی آگ و باد
تو ہی مظہر پاک رب العباد

ہیں چاروں طرف اور اوپر تلے
سبھے تجھے دیکھتا ہوں تو ہی نور ہے

ہے قدرت بھی تیری بروں از قیاس
تیری پائے قوت فزوں از قیاس

ثناسائی تیری تو ہووے کہاں
فنا تجھ میں ہوتا ہے سہارا جہاں

تھا میرا گماں ہیں یہ خویش و تبار
تو کر معاف جانی نہ کچھ قدر کار

کبھی بار میں نے بشنو و غیرہ لو
کہا تجھکو اے کشن اے باسدیو

سبھاؤں ہیں خلوت میں وقت طعام
کئے ہیں نے شوخی سے ایسے کلام

تو دے بخش مجھ کو کہ ہے تو کریم
تو کر رحم مجھ پر کہ ہے تو رحیم

پدر سمجھا تجھکو کسی کا پسر
خطا سے مری کیجئے درگزر

بڑوں سے بڑا تجھ سا کوئی نہیں
بزرگ جہاں ہے نہ ہمسر کہیں

ملوں اپنا سر میں بخاک نیاز
پڑوں پاؤں میں تیری اے سرفراز

ندامت ہوئے رو نگے ٹک کھڑے ترے خوف سے جان و دل ہل گئے

دکھا مجھکو وہ صورت جانفزا چتر بیچ شکل ہاتھ جگر و گدا

کہا شکل تو نے جواب زید کی نہ آنکھوں نے دیکھی نہ کانوں سنی

باامید دیدار خلقت مری مگر اس سے محروم یکسر رہی

میرے عشق میں خاک صدہا ہوئے اسی آرزو میں وہ مردہ ہوئے

کرے جگ بہت اور طاعت بہت اٹھائے بہت رنج و محنت بہت

ملی تجھکو یہ نعمت بیکراں عیاں کر دیا تجھپہ راز نہاں

ہوئے ایسے تب اسپہ وہ مہرباں کہ دکھلائی وہ صورت دلستاں

تھا خورشید جلوہ حسین مثل ماہ منور سراپا ز نور الصمد

تھے سنکھ اور چکر اور گدا و پدم لئے ہاتھ میں وہ زراہ کرم

دو پٹہ پیتامبر تھا زیب کمر تھا اک تاج بر فرق طاؤس پر

ستارہ سے موتی تھے کانوں عیاں جبیں پر تھا قشقہ مہ دلستاں

ہوا دیکھ یوں شاد ارجن وہاں کہ جیسے ہو پائی دگربار جاں

اسی حال میں تب ہوئے جلوہ گر زباں کھولی تب اسنے تعریف پر

کرے کوئی تعریف تیری کہاں کہ ہے لال اس باب میں بس زباں

کہا یوں مرا عشق تو سیکھتا میرے بھید سے ہووے تو آشنا

تو ہو تجھ میں سا تو نہیں اتنا یہاں کہ پائے نہ خود کو تو بس درمیاں

ادھیائے بارھواں

بھگت جوگ نام

لگا کہنے ارجن بعجز و نیاز - ہوا آج مجھ پر در فیض باز
مری جان و دل کی بر آئی مراد - ہوا کامیابی سے دل اپنا شاد
نہ باقی رہی کوئی مشکل سہے - مگر آرزو ہے یہ در دل مجھے
کہ دیکھوں تماشائے آں مقبلاں - نظارہ کروں روئے صاحبدلاں
ترے عشق میں محو از خود جو ہیں - محبت کی آتش میں ہر دم جلیں
ریاضت کشوں کے سروں میں ہی کیا - مشقت کا کیوں انکو سودا ہوا
وہ کیوں عشق میں محو تیرے ہوئے - وہ دنیا سے منہ موڑیں کسکے لئے
ہوا کون واصل رہا کون دور - ہوا کون کامل ہے کسکا قصور
کہا یوں کہ ہیں جو حقائق شناس - نہیں انکو طلب یا امید و یاس
وہ دونوں جہاں سے علیحدہ رہیں - شب و روز بس یاد میری رکھیں
نہیں یاد میں بلکہ ہیں با خدا - کہ دل دادہ ہر لحظہ ہیں بار خدا
دل اور عقل رکھتے اسی طرف ہیں - نگہ اپنی رکھتے کسی طرف ہیں
پرستش تو کر آب و گل سنگ کی - ہو ہر رنگ میں یاد بیرنگ کی
تصور تو کر جلوہ تن نور کا - تو کر نیچا داماں مغرور کا
نہیں گر ہے طاقت کہ بیخود تو ہو - تو بس نیستی کا ہی لقمہ بنو
تو ہر کام میں رکھ اسی پر نظر - تو اس کی ہی بخشش سے بہرہ ور
ریاضت کرے یا کہ سالک بنے - وہ مملوک ہو یا کہ مالک بنے
اگر واسطے میرے ارجن کرے - تو ملک حقیقت کا ساکن بنے

مل اوس سے نہ کر دل اُس سے جدا / جو ہو کام ہو وے برائے خدا

رکھو یاد آزادگی پیشہ ہو / دل اپنا بھی خالی از اندیشہ ہو

رہو خیر خواہ خلایق مدام / نہ باہر ہو تلوار ظلم از نیام

نہ شادی سے خوش ہو نہ غم سے نڈہال / ہو شامل غریبوں کے دکہہ درد حال

تمنا کی جڑ دل سے دے کاٹ تو / تو یاد رکہی میں کر بات کو

بسر عمر کر بے نیاز و شاد / ہو تعریف و توصیف تجہسے آزاد

ملے نصیب سے اوسپہ شاداں رہے / ملو ساتھ گر کوئی مہمان ہو

سدا رکہہ نہ تو یاں تلاش مکان / رکہو دھیان حق رہنے چاہئے جہاں

ہو آزاد جس شخص کا دل یہاں / جہاں جائے وہ ہی ہے اوسکا مکان

دو دیا تا ہے بے رووکد کے معاش / نہیں کرتا وہ پہر روزی تلاش

ہے امرت کا باتوں میں میری اثر / گئے جو رہے خوش و بس سر بسر

سنا گر تو پائی نئی زندگی / ملی مثل خورشید تابندگی

لگا کہنے ارجن زراہ نیاز / کہ اے کار پرداز عالم نواز

ہے پرکرت کون او پرش کون جی / بتاؤ فرق چہتر و چہترگ سے

کسے گیان کہتے ہیں گیانی ہے کیا / بتا دو یہ تفصیل بہر خدا

ادہیائے تیرھواں

چہترگ جوگ

کہا یوں کہ سمجہو چہتر تم بدن / ہے چہترگ یہاں عارف نیک تن

کوئی حال ابداں سے واقف نہیں — سوا میرے کوئی ہے واقف نہیں

ہے عرفان شناسائی دو جہاں — ہے صاحبدلوں کو یہ مقصود یاں

تو ہو جمع خاطر سخن میرا سن — کروں اب طلسم بدن سے سخن

جو راہِ خرد کے ہوئے راہرو — وہ کہتے ہیں اِس طور اس بات کو

کہ آتش آگ اور خاک آب باد — ہوئی پانچ عنصر سے ترکیب زاد

عنایت کئے عقل و دل دس حواس — دئے تم کو قدرت نے کیا کیا اساس

بدن کے لئے یہہ ہی چند چیز — تمنا عداوت محبت تمیز

صبر بھی ملا رنج و راحت اُدھر — یہی چیتر کا ہے سخن مختصر

کہوں تجھ سے عرفان سخن گوش کر — سراپا عقل بن ذرا ہوش کر

ہے عارف وہی جو نہ مغرور ہو — ریا پیشہ جس کو نہ منظور ہو

کسی کے نہ دکھ کا روادار ہو — نہ چاہے کہ برہم کوئی کار ہو

تحمل رکھے مشکل کو وہ گراں — فراغت اِسے ہو زہر دو جہاں

یہاں رنج و راحت ہوں یکساں اُسے — خیالات باطل نہ سر میں رکھے

وہ ہو آشتی پیشہ اور حق شعار — فریب اور کجی سے نہ ہو سروکار

گرو کی کرے خدمت اپنے بجاں — رضا جو ہو اُس کا بحد تواں

رکھے جسم کو اپنے ہر طرح پاک — نہ ہووے اگر آپ پامشت خاک

رکھے قابو گفتار کردار نیز — ہو افعال اعمال پر بھی نظر

کرے ترک لذات کو اور حواس — کرے ہر گھڑی شکر صبر و سپاس

نہ پھیلائے حیلہ کی اسجا دوکان — کرے کام سمجھے نہ خود کو میاں

کرے آگہی حال تن سے حصول
جوانی بڑھاپا ہے موت وحیات
پسر اور زن سے نہ الفت رکھے
نہ خوش ہو جو مقصد ہو حاصل اسے
نکالے سوا اسیر سے سارے خیال
رہائش کی ہو ویں جگہ اس کی پاک
رکھے صحبت ناکسوں سے حذر
رکھے اوسکو پیش نظر روز و شب
ہے عرفان یہی اور غفلت ہے سب
بتاؤں تجھے اب میں اس راز کو
کر آغاز انجام اسپر رکھے
وہی آگ ہے اور ہے وہی آب
سچ و جھوٹ سے ذات اسکی بری
وہی آنکھ ہے اور وہی ہے کان
وہ ہے پہلوان اور برتر وہی
جہان سارا آیا اسی سمت سے
جہان و مکان و زمان وہ ہی ہے
وہی آشنا اور بیگانہ ہے
ہے مشکل محبت کسی سے کرے

کہوں کیا کہ اسمیں ہے کیا کیا شمول
بہت مرض ہیں اور اسی حیات
نہ تا وہ گرفتار کلفت رہے
جو ہو خبط مطلب نہ ہرگز کڑھے
ہر ایک رنگ میں دیکھے یہ ابی حال
سمجھتا رہے اپنے کو مثل خاک
ہے لافانی عرفان ہو مد نظر
نہ تکلیف دیں نالہ رنج و تعب
نہ کہو ہاتھ سے وقت فرصت ہو اب
دکھا دوں میں اس مایۂ ناز کو
وہم عقل تیری نہ ہیں سے بیٹھے
وہی چمکے ذرہ میں جوں آفتاب
ہر ایک بات میں لیک شامل ہوئی
وہی مستی ہے اور ہوش اسکو جان
محیط ہو کے کرتا جہاں پروری
اسی کی طرف کو وہ واپس چلے
حواس اور قیاس و گمان و وہی ہم
وہی ہو رتی اور میخانہ ہے
کھلے پردا اور خود پیالہ وہ ہے

صفت سے بری ہے ہمہ تن صفات — نہیں ذات کچھ پھر بھی رکھتا ہے ذات

وہی جاتا ہے اور آتا وہی — وہی بیٹھتا اٹھتا پاتا وہی

کرے ناز بینی دکھائی وہ دے — جو باریک بینی عقل کچھ کرے

وہی ہے قریب اور وہی ہے بعید — نہیں آسکے وہ بگفت و شنید

بناتا ہے لیکن نہ مقسوم ہے — ہویدا ہے ہر جا نہ معلوم ہے

فنا و بقا سب اسی میں تو ہے — اوسی کا ہر اک شے میں جلوہ رہے

مرد مہر میں اسکا لبریز نور — رہے اس سے تاریکی ہر وقت دور

ہے عارف وہی اور وہی معرفت — ملیں اس سے ہی اہل دل عاقبت

ہوئی منزل خاص آغاز دل — سر عرش سے ہے یہی راز دل

بیان جسم و عرفان کا تجھسے کیا — کیا فکر و غم سے یہی تجھکو رہا

ہوا پرش کوئی نہیں حد جہاں — نقاب اسپہ پرکرت ہے بیگمان

ہیں اس پردہ سے مبتلا در بلا — اٹھا یہہ تو بس عیب سے وہ بڑھ گیا

جو سمجھے ہیں پرکرت میں پرش کو — گئے چھٹ تناسخ کی قید دل سے وہ

پرش ہی سے فرمانروا ہے بدن — اسی سے ہے محکم بناے بدن

ہیں سب فخر لوست اسکے جلوہ نما — تماشائی اپنا ہی اس میں ہوا

سنا سندھ بینندہ دانندہ ہے — کہوں وہی آفرینندہ ہے

ہر ایک شے سے لیتا ہے وہ ہی مزا — وہی سر سے پا تک ہے اوسمیں بھرا

بدن سے ہے باہر بھی اندر بھی وہ — غرض مختلف طرح ظاہر ہے وہ

شناسا ہوم سکا کہ قابل وہ ہے — عجائب غرض اسجگہ پردہ ہے

کوئی ڈھونڈتا آپ دنگل میں اُسے
چھپا ہیں کوئی ہوا بے خبر
کوئی کرتا جنگ اور خیرات ہے
ہر اک راہ سے پہنچے اوسکے حضور
نہیں دو مکاں ملتے آپس میں ہیں
نگہ تیری جس جا پڑے ہے وہی
ہے جانا سبھوں نے وہ قایم رہے
رکھے ایک ہی رنگ میں دیدہ وا
جو پہچایا ہا ننگ بنا اُسکا کام
نہ اس طور تکلیف خود کو تو دے
بپر کرتی سے رکھے تعلق عمل
ہے کثرت میں وحدت اسی میں ہیں سب
سدا اس سے ہے اوسکو نہیں ہے فنا
ہے جیسے کہ آتش ہر جا بجا
منور کرے مہر ہر شئے کو .. اول
ہوا وہ حقیقت سے ہیں آشنا
لگا دل نہ بر خود پسندی خلق
پھنسے ہیچ دلدل سے کیوں یار ہو
جو پایا تو بس کام تیرا بنا

کوئی روکتا اپنے دل میں اُسے
خودی میں کوئی اُسکو کرتا نظر
کوئی سنتا اوسکی حکایات ہے
بچاری نہ اُسکا ہے اُس سے دور
نہ کوئی فرق رکھتے آپس میں ہیں
ہر اک جا پہ جلوہ نما ہے وہی
کہ جس کے لیے سب بہ ظاہر ہوئے
کہ ہر رنگ میں وہ ہے جلوہ نما
کہ وہ جلوہ گر ہے بہ ہر خاص و عام
نہ ہو بد جو نیکی نہ تو کر سکے
وے پرش فارغ ہے اور بے خلل
تامل سے اِن پر نظر کر تو اب
سوا اس کے کب ہے کسی کو بقا
جو اس طور سمجھا اُسے ہے بقا
ہے روشن وہ ہو بزم میں شمع جوں
جو بہر کثرت کو اس سے دیکھے جدا
کہ ہے باعثِ پائے بندی خلق
پڑے کس لیے دور از کار ہو
وگرنہ عبث عمر ضائع کیا

ادھیائے چودہواں

ترگن بھاگ نام

زباں پر میں لاؤں اب اس بات کو — کہ بڑھکر نہ اس سے کوئی بات ہو

ہوئی جس کو معلوم نہ بات کی — درِ معنی پاکر ہوا وہ غنی

مری طرح جیوے نہ وہ او مرے — دل اپنے کو قابو میں ہر دم رکھے

زماں اور مکاں اور جو کچھ کہ ہے — رنگا رنگ میں نقش جس کا بندھے

یہہ برہمانڈ میرا ہی ہے تخم جان — میری ملکیت ہے یہہ سارا جہاں

مہیا ہوا تین گن سے زماں — ہوئی جس سے مضبوط بیخ جہاں

ستوگن ہوا مثل آئینہ یاں — ملی اوس سے تسکین و آرام جاں

اسی سے عقل معرفت ہے ملے — اسی سے تناسخ سے انساں چھٹے

رجوگن مجسم تمنا ہوا — کہ کرم اور دھرم اس سے پیدا ہوا

تموگن ہوا باعث غافلی — ہوئی اس سے ظاہر یہاں جاہلی

کرے جو کہ ان تینوں گن میں یہ زور — سروں میں اوسی کا سماتا ہے شور

ستوگن ہو تو بخشے آرام جاں — رجوگن میں ہو کرم سے کام یہاں

تموگن سے ہو خواب بیدانشی — کہ وہ ہی ہے اسباب بیدانشی

ستوگن میں گر کوئی دے جان کو — تو بس مجھہ میں جاکر وہ پیوست ہو

رجوگن کی حالت میں گر ہو مرا — تو نیکوں کے گروہ میں شامل ہوا

تموگن میں جو شخص چھوڑے جہاں — وہ داخل ہو در زمرۂ ابلہاں

ستوگن ملے جب ہوں کردار نیک — کہ کوئی نہیں بہتر انکار نیک
پڑے رج سے سر پر بلائے عظیم — ملے راج سے بھی جفائے عظیم
تموگن کرے بے خرد مرد کو — نہ پہچانے وہ جوہر فرد کو
ستوگن سے ہو عارف حق شناس — رجوگن سے ہو طامع بیقیاس
تموگن سے ہو مست دیوانہ وہ — کہ ہو بیوقوفی میں افسانہ وہ
ہو میلان اول بہ سمت الہ — میانہ رہے خو حرص و ہوا
تموگن بہ تحت الثریٰ لے چلے — فرق دیکھ تینوں میں کتنا یہ ہے
علیحدہ ہوں تینوں سے اے جان من — تو دیکھ عقل سے کیسی ہے شان حسن
جو ان تینوں سے ہاں جدا ہوتا ہے — وہ تحقیق مثل خدا ہوتا ہے
لگا کہنے ارجن کہ اے ذات پاک — عزیزوں سے رشتہ کیا تو نے چاک
جو ان تینوں گن سے علیحدہ ہوا — دل اسکا ترے گیسوؤں میں بندھا
میں کس طور سمجھوں تسلی کروں — کہا انکسا ہیں اس راہ میں سرد ہوں
کہا یوں کہ جو شخص آزادہ ہو — بس اک جلوہ کا ہی وہ دلدادہ ہو
جو مطلب ہو حاصل تو رونے لگے — غم و رنج میں جان کھونے لگے
مساوی ہے اسکے لئے مہر و کیں — نہ شادی سے شاداں نہ غم سے غمیں
سمجھتا ہے گن کا تغیر یہ سب — سمجھے حجر کا ہے تکبر کرے
نہ تحریک سے اوں کی وہ چھوڑے جا — ہو دل سے وہ اس رہ میں کم آشنا
رکھے تعلق بہ کار جہاں — مسافر رہے در دیار جہاں
نہ سیم و لعل و گہر خاک سب — وہ سمجھے برابر پڑیں ہاتھ جب

چھپے اور نہ سمجھے تجھے اور مجھے
وہ ہر رنگ میں دیکھے ہردم مجھے

نہ عزت سے ہو اُسکو کچھ افتخار
نہ ذلت سے اپنی اسے ہووے عار

مدح و ہجو سے علیحدہ رہے
بمہر و ستم ایک حالت رکھے

ہمیشہ رکھے بردباری سے کار
رہے حق گذاری ہی اُسکا شعار

کرے دل ہی کم بکار جہاں
نہ دل کو لگاوے وہ ہرگز یہاں

گُن آتیت ہو نام اُس شخص کا
بہت نیک ہو اور ہو پارسا

میری یاد میں مست ہو صبح و شام
مے انس میری وہ کھینچے تمام

ہیں ہیولی صورت او معنیٔ ذات پاک
دکھاتا ہوں کیا کیا بہ یک مشت خاک

میں ہوں وہ کہ سب تن سے پائی نجات
ہوں ایک ذات موجود در صد صفات

میں ہوں دریں مستحکم اور بے زوال
کہاں ایسا ہوں جسکو ہووے کمال

میں آرام آرام خلوت کا ہوں
جو خلوت سے نکلوں جو جلوہ کروں

ادھیائے پندرہواں

پرکھوتم جوگ نام

درخت عجب طرح ہے کائنات
کہ جڑ اوسکی اوپر ہے اسے نیک ذات

ہیں نیچے کو سب شاخ اسکی عیاں
ورق ویدوں کے برگ اُسکے ہیں یہاں

نہ ہے پائدار اور نہ ناپائدار
نہ آب رواں کی طرح ہے قرار

ہوا بید واں جس نے پایا یہ راز
ہوا واقف کار آں مایہ ناز

تماشا کر اسکا دریں کہنہ کاخ
وہ ہر شاخ میں ہے پراگندہ شاخ

کنوں سے نمودار شاخیں ہوئیں
ہوا و ہوس سے وہ بچی ہوئیں

نہیں میل کرتیں بہ بالا روی
سمجھ اوسکا مطلب کہ ہار فنوی

خواص حواس اُسکے ہیں برگ و بار
ہوا و ہوس سے رہیں بیقرار

بندھے ریشے اُسکے باعمال یاں
کیا صفحہ پر نقش آمال یاں

پھراتی ہے سب کو ہوس ہر جگہ
حقیقت نہیں ہوتی معلوم ہے

کہ کس طور سرسبز ہوتا ہے وہ
بہار اور خزاں کیسے کرتا ہے وہ

ہو جڑ اوسکی محکم مری یاد سے
تعلق قطع کر یہاں سے کرے

جو دے کاٹ بندھن وہ پہنچے یہاں
نہ دیکھا سنا ہیں جگہ کا بیاں

مری منزل وصل ہیں وہ سگے
کہ جو منزل جان پاک دامی ہے

غودی سے کیا پاک داماں کو
دیا کاٹ خواہش کی ساماں کو

کرے دشمنی اور نہ وہ دوستی
فقط تیجے باقی وہی ہے وہی

کروں کیا بیاں خلوت خاص کا
گذر واں نہیں مہر اور ماہ کا

نہ وایس ہوا جو کہ پہنچا دہاں
نہ دی اُسنے آکر خبر کچھ یہاں

مرے نور کا جز ہے یہ نور جاں
تو لیں پاس دل کے رہ دو رجاں

پُہس از مرگ چھ چیز کو ساتھ لے
کہ جوں نیک و بد بو ہوا میں رہے

کشش کرتے دل اندریاں جاں کو
کھنچے جس طرح بو گلستاں کو

دل اور اندریاں اپنے ہیں محو کار
ہیں پابند وہ ہر گھڑی چشم یار

ہیں آگاہ عاشق بہ حالات جاں
گرفتار خواہش رہیں ابلہاں

تماشا وہ جان کا بدن میں کریں
جو احمق ہیں یہ ہر دم زباں پر کہیں

لیا مجھ سے سب نے یہ نور و فروغ ہے سب دعوی صبح صادق دروغ
جو ہیں چاند سورج دہکتی اگن چمکدار روشن ہوے سب زمن
میں وہ ہوں کہ جو ہے پہنچے بار جہاں طریقہ نہیں ہے کسی پر عیاں
ہوا میں نباتات سب کہاتے ہیں بنوں آگ سب بھسم ہو جاتے ہیں
فراموش اور یاد عالم میں ہوں زمانہ میں شادی و ماتم میں ہوں
بنا میں ہی ہوں یاں پہ مقصود وید ہوا میں ہی دنیا میں یاس و امید
زبان سے ہوئے وید ظاہر مری فلک سے بھی برتر ہے چوکھٹ مری
جہاں میں ملے ہیں وجود و عدم ہو معشوق کے جیسے گیسو میں خم
فنا سب کو ہے بھگت کو ہے بقا جو خود سے ہٹا مل گیا با خدا
اجہر جان ہے جہر قالب رفتنی دیا سمجھو ہے کبریا اور غنی
ہوا جان سے اوسکی روشن جہاں رہے آنکھ میں اسکا ہر دم سماں
ہوا میں ہوں اپنی ہی سے آشنا گیا پار بحر فنا و بقا
جو سمجھا یہہ میں نے کہ میں کون ہوں گرفتار تن کس لئے میں رہوں
سمجھتے ہی یہہ پرش اُتم ہوا اک عالم نے تب مجھکو سجدہ کیا
شناسا مرا بھگت کامل بنے کہ ہر رنگ میں یاد میری رکھے
کہا تجھ سے یہہ راز پنہاں خویش دکھائی تجھے شوکت او شان خویش
تو یہ سب سمجھ اور ہوشیار ہو نہ غفلت میں سو۔ آ کہ بیدار ہو
جو منزل پہ پہونچا وہی خوب ہے نہیں رنج میں مبتلا وہ رہے

ادھیائے سولہواں ۱۶

دیوا سر سنپت

یہ چھبیس خصلت جو خود میں رکھے
رکھے دل صفا بخطر اور رہے
کرے بد نہ ہرگز بسر جاں کرے
بقدرِ میسر وہ خیرات دے
حواس اپنے قابو میں ہر دم رکھے
ہمہ تن کرے صرف جگ کرنے میں
رہے جان و دل سے بعلم و عمل
وہ زاہدی کے مثل عمر ہو بسر
سوا راستی بات کم وہ کرے
وہ قہر و غضب سے علیحدہ رہے
سخاوت کو پیشہ وہ اپنا بنالے
بہ صبر و قناعت لگا دل رکھے
کرے مہربانی سے ہر کام کو
جیسے بگا دل سے رکھے ہر دم حیا
جو شے ترقی ہو اس سے منہ موڑ لے
مصیبت میں قائم تحمل رکھے

سمجھ آدمی دیو سیرت وہ ہے
وہ عجز انکساری میں ماتھا گھسے
کسی کے جیوں میں تھا ہر دم رہے
درِ فیضِ خلقت پہ وا وہ رکھے
ہے مرنا یہ مد نظر بس رہے
پراپکار میں تا زندگی کرنے میں
علیحدہ رکھے لیکن اُن سے شغل
پے نور حق رہوے شفتہ جگر
کرتا بات کرنے میں موتی جھڑے
بہ ایذا دہی ہاتھ کو نہ رکھے
جو تھوڑا بہت ہو اسے دے لٹائے
مکدر نہ ہووے صفا دل رکھے
نہ دل سے ہو لذات کی جستجو
رکھے نرم دل اپنے کو وہ بجا
بھلائی میں جوں مہر روشن رہے
جو سر پہ پڑے بے تامل سہے

رکھے یکساں ظاہر و باطن کو وہ — نہ بغض و حسد سے رکھے کام کو

ملے خاک میں از رہ انکسار — نہ ہو فرق دونوں میں کچھ زینہار

نہیں رکھتا اپنے میں جو یہ خصال — وہ دیکھے بھلا کب یہ بزم وصال

کرے مکر سے فکر اندیشہ جو — تکبر رکھے اور جفا پیشہ ہو

کسی حال پر اسکو ہووے نہ صبر — رہے مضطرب ہر گھڑی حسن پر

پہنچے ابلہ ہے جو بلاے بڑی — ہے بہر شیاطین جزاے بڑی

فرشتہ صفت حق سے واصل رہیں — شیاطین صفت ہرزہ و باطل رہیں

نہ کر خوف ار جن تو ہے نیک خو — نہ غفلت سے جوں ابلہ ہے کینہ جو

دو گونہ کری خلق پیدا یہاں — کیا ایک کا تو بھلا تنک بیاں

جو ہے دوسری مجھ سنکر رہے — وہ ناحق شناسی کی باتیں کرے

نہ کج فہمی سے اپنی پڑھتے ہیں وید — نہ سمجھیں کلام الہی ہیں وید

مڑے حق سے ہیں اور باطل ہوئے — رہ و رسم دین سے وہ غافل ہوئے

کریں بات یوں وہ خدا منکراں — ہوا وصل سے مرد و زن کی جہاں

جو رکھتے ہیں اسطرح کا اعتقاد — کہو ایسے منکر نہ خاک باد

ستم کرتے ہیں اور جفا کرتے ہیں — جو کج فہمی سے یوں کہا کرتے ہیں

ہیں سب وہ مطیع خواہش کام دل — ہیں مدہوش اور محو آرام دل

مجسم تکبر سراپا غرور — رہ حق سے وہ ہو گئے بہت دور

وہ نطفہ جہالت میں ایسے ہوئے — شیاطین کے بس وہ رضا جو ہوئے

شب و روز فکر بدی ہے انہیں — پہنچے ہیں وہ کردار کے پھند میں

سبے رہی ہوا و حرص در گلو
مجسم فساد اور سراپا غلو

تمنا کش عیش و حسرت ہیں سب
ہوئے قید زندان غفلت ہیں سب

جمع زر کرے ظلم اور جور سے
تہ بار عصیاں عمر بھر رہے

عجب فتنہ اسکے سمے سر میں بھرا
نہ جانیں ہے مالک کوئی دوسرا

کہے یوں کہ یہہ آج مجھکو ملا
یہاں سے ملا اور وہاں سے ملا

اسیطرح کل ہوسے یہہ گر
جمع کر لوں میں خوب گنجینۂ زر

کوئی کہے جو جی میں آدے کروں
اسے ماروں اوسکو میں آگے دہروں

یہ کج فہمی سے بس سمجھتا ہے یاں
سوا میرے کوئی نہیں در جہاں

میں ہوں بھگت پورن میں ہی زوردار
میں ہی حاکم و عادل و دادگر

لذائذ مہیا میرے واسطے
غرض دین دنیا میرے واسطے

سوا میرے کوئی نہیں شاد مند
نصیب اور کے کب یہ بخت بلند

شریف النسب ہوں زمانہ میں میں
عدیم المثل ہوں یگانوں میں میں

وہ ہوں جو کہ خیرات و جگ میں کروں
بھلے کام میں تاز و تگ میں کروں

پھنسے ایسے ہیں در کمند ہوا
ہوئے بس گرفتار دام بلا

سراسر وہ کہتے ہیں یاں غلط رائے
ملے ان کو مرنے پہ دوزخ میں جائے

کریں پیسہ روپیہ پہ اپنے وہ ناز
نہ کج فہمی سے اپنی آویں وہ باز

نصیحت بزرگوں کی سنتے نہیں
ہوئے مست کچھ ہوش رکھتے نہیں

جو مکار ہو اسکی طاعت کریں
بڑائی ہو جسمیں رعایت کریں

بصد رنگ کرتے ہیں جور و جفا
کویں اپنی خاطر اک عالم صفا

ہوئے منحرف مجھسے اوس کے ساتھ
محبت رکھیں ملتے غیروں کے ساتھ

بہت زیادہ غافل و بیہوش ہیں
کہ جاندار کو جگ میں کشتہ کریں

مقرر جو ہیں جسم پاتے ہیں وہ
سگ و خوک کے تن میں جاتے ہیں وہ

سہ دروازہ دوزخ کے ہیں لے جواں
طمع خشم شہوت تو بس ان کو جاں

نہ جا ان دروں سے کہ بہتر نہیں
یہہ مطلوب سے راہ ملتی نہیں

جو اس راہ سے بس علیحدہ رہے
بلا شبہ مطلوب سے وہ ملے

ہوا جو کہ باہر ز فرمان بید
وہ مقصود سے اپنے ہو نا امید

جو مقصود ہو تجھکو مد نظر
نہ کر جو کہ منع کرے شاستر

خلاف بزرگان نہ کرنا ہے خوب
بجائیں خود جان دہنا ہے خوب

ادھیائے سترہواں

ترک بہاگ نام

لگا کہنے ارجن کہ اے راز داں
کہو حال اس شخص کا اب بیاں

جو رکھیں محبت بیاد خدا
مگر چھوڑ کر طرز سب وید کا

وہ ان تینوں میں سے ہیں کس میں ہوئے
ستوگن رجو یا تموگن رہے

کہا یوں عقیدہ کے ہیں تین نحو
کہ طبیعت کو رکھتا ہر ایک محو

پرستش ہے اوسکی یہ تیں گن تو ہیں
کہ دل جسکا مایل ہے بر راہ دیں

رہیں یکش و راکشش شیاطین تم
کہ جنکی پرستش میں ہے درد و غم

ہوا جو کہ غافل از آئیں خویش
ریاضت سے کرتا ہے دل سینہ ریش

رکھے دلمیں ایسا کہ بیماری خلق
رہے وہ حماقت سے جکڑا بہ غم
اگر وہ ہے ایسا اسمیں نہیں کچھ کلام
سمجھے یہی کہ ہو دل جسم میں بسکے جاں
ہیں سہ قسم کے جنگیہ و زہرا ور غذا
غذا جو ہو مرغوب اور خوشگوار
جو ہے تلخ و تیز اور گرم اور ترش
جو ہووے مضر اور بہت ناگوار
تپسی اور بد ذائقہ باسی کو
نتیجہ نہ جانے جو جگ سے کبھی
جو ہے صاحب ست گن اسکا ہی کار
نتائج طلب ہوتا ہے راجسی
نہ افسوں نہ خیرات اور نہ طعام
ریاضت ہے جسمانی عجز و نیاز
پرستش کرے دیوتا کی مدام
رکھے برہم چرج اپنا قایم سدا
زبان کی عبادت ہے اس طور پر
جو شیریں زبان نرم ہو گفتگو
کرے حسب مقدور سب سے کلام

سمجھتی ہے اسکو از راہ دلق
رکھے اپنے اوپر بدا جو ستم
سدا ان کو رہتا ہے دکھ سے کام
وہ پہنچائیں ایذا و تکلیف یاں
اسیطرح نیکی بخلق خدا
جو ہے ست گنی اسکے آگے ہے کار
نمک سوز و پر شور اور لچھ کش
اُسے کرتا ہے رج گنی اختیار
وہ کھائے تموگن طبع رہے جو
کرے صرف اسمیں زر و جاہ بھی
جو پاتا ہے مزدوری میں اپنا بار
خلاف کتب کرتا ہے تامسے
نہ حق پر رکھے اعتماد تمام
رکھے کار بد سے سدا احتراز
پدر اور استاد عالی مقام
کرے خیال ہرگز نہ آزار کا
کہ ہر حرف کا النقش ہو فی الحجر
کہ ہوں جس سے دل بستہ سب ہو بہو
نہ ہو سخت لیوے زبان منہ میں تمام

کہے بات جو مرد روشن ضمیر
حصول علم میں اور یادِ خدا
ہے دل کی ریاضت سدا خوش رہے
ہر اک رنگ میں ہر کسی سے ملے
دل اپنا رکھے مثل آئینہ صاف
جو ہووے غرض یہہ ریاضت کرے
مگر جو ہو دل دادۂ آرزو
وہی جو کرے بہر ایذا دہی
بھلا کام ہوتا ہے بس خوشنما
دے خیرات لیکن بلا مزد کار
جو اس طور دیوے وہ ہے ساتکی
غرض رکھے اور مزد محنت کی دے
کرے تامسی مال کو رائیگاں
ہوے ایک سے تین ان سے ہزار
شروع حرف سے پیدا برہما ہوئے
دوم حرف سے بشن ظاہر ہوئے
سوئم حرف سے ہیں یہ اے راست بیں
ہوا شام وید اس سے اور آشکار
ہوا حرف اول کا ہے زرد رنگ

خوش آیند ہو بات اور دل پذیر
رہے رات دن یاد دل پر صفا
غم و غصہ کو دل میں آنے نہ دے
وہ ہر حال میں قابو دل پر رکھے
ملے سب سے وہ اپنا کر سینہ صاف
وہ ہے ساتکی یا فراغت رہے
وہ ہو راجسی اسے پسندیدہ خو
وہ ہے تامسی ہو نہ جسکو ہی
ہوا اوس سے ہی بہتر جو ہووے بجا
بھلے کام میں بہر پروردگار
رکھے جو کہ خواہش وہ ہے راجسی
کہ تا بہتری اور شہرت ملے
سمجھتا ہے پھر حکم دیں بگیاں
ہوا ایک عالم کو ان میں قرار
زمین آگ اور وید پیدا ہوئے
یجر انترکہش باد باہر ہوئے
مہادیو سورج و خلد بریں
اتھرواں کا تینوں میں ہوتا شمار
کہ تاثیر جلّن کا ہے یہ ہی ڈھنگ

ہوا حرف دویم سے رنگ سپید
کہ تاثیر ست گن ہے اس سے پدید

ہوا حرف سویم سے رنگ سیاہ
تمو گن کی خصلت پہ رکھتا نگاہ

الف کی ہے تاثیر میں جلتی آگ
اثر چاند کا واو سے آشکار

رکھے میم تاثیر خورشید کی
نمایاں ہوئیں جس سے باتیں بڑی

ہوئی انکی ترکیب سے کائنات
کہ یہ ہیں صفات اور وہ عین ذات

بلا نام اسکے نہ کر کوئی کام
کہ ہر حرف رکھتا ہے رمز تمام

اسی کو کرو اسم ذات اعتبار
کہ داخل ہے ذکر اسکا در بزم یار

نہ پہونچے سچائی کو انکار سے
ضرر مثل سم پہنچے اس کار سے

ہے سیدھی سڑک رسم و آئین کی
مصیبت عبث مول منگ لینے لی

کرے سب بے یقین کے اگر کوئی کار
تو ہو جان کو اوسکی حاصل آزار

ادھیائے اٹھارواں

سنیاس جوگ نام

کہا پھر کہ اے راز دان جہاں
کہو حال سنیاس و تیاگ اب بیاں

تمنا یہی ہے مری بیشتر
اسی شوق میں جلتا ہے یہ جگر

کہا غرض کر ترک سب آرزو
تو پھر منہ سے کہہ لفظ سنیاس کو

ہے ترک تمنا کا سنیاس نام
بیاد خدا رہنا اعلی ہے کام

تمنا سے ترک عمل تیاگ ہے
نہ یہ ہے کہ جنگل میں بیٹھا رہے

الہیں سانکھہ میں کہتے ہیں یہ اہل نظر
کہ آزار جاندار سے کر حذر

گنہ ہے کرے آدمی ترک فرض ‏ کہ ہے ذمہ اوسکے یہہ مانند قرض

میری رائے میں ترک ہے تین قسم ‏ کہ جس سے امن میں رہیں جان وجسم

نہ کرنا گناہ اور کرنا صواب ‏ نتیجا ہیں نتیجہ ملے در ثواب

ہے خیرات وجگ خلق کو سودمند ‏ رہیں اس سے آسودہ سب غرض مند

ہو غافل کرے ترک ہے تامسی ‏ نہیں اسکی تعریف اس میں کوئی

دیا خوف سے جس نے محنت کو چھوڑ ‏ وہ سمجھا لیا نہ کو دنیا سے موڑ

پر اس ترک کا راجسی نام ہے ‏ وہ مقصود سے اپنے ناکام ہے

کرے کام نس کام جو کہ یہاں ‏ نہ ہر کام میں سمجھے خودکو میاں

جو ہے ترک ایسا وہ ہے ساتکی ‏ پہلی راہ پہ جاتا ہے متقی

بد و نیک سے جو علیحدہ رہے ‏ مری رائے میں نیک وہی تو ہے

نہیں کام سے کوئی خالی بشر ‏ کہ ہر شخص کو ہے یہی رہگذر

مگر واسطے اپنے غافل کرے ‏ خدا کے لئے مرد عاقل کرے

ہیں سہ قسم کے کارہائے بشر ‏ بھلے اور برے سن تو اے خوش سیر

پہلا کام کرنے سے ملتی بہشت ‏ دکھائے سقر گر کرے کار زشت

رکھے سلسلہ میں تناسخ کے وہ ‏ ملیں قالب مختلف نیک خو

سبب پانچ سے ہوکے کار جہاں ‏ سرانجام ہر کام ان سے ہے یاں

حواس اور تن جہد و تقدیر و جان ‏ سوا پانچ ان کے نہیں کوئی یاں

ہو من سے یا تن سے یا کار زبان ‏ ہیں بس ان پہ موقوف سب کام ہاں

جو سمجھے سبب میں کہ ہاتھ اپنا ہے ‏ ہر اک کام ہے اسکی ہی ذات سے

سمجھتا ہوں جاہل و غافل ہے وہ ۔ سچائی سے ہے دور باطل ہے وہ

خودی کی جو بندش سے آزاد ہے ۔ خدا کی طرف آنکھیں اپنی رکھے

نہیں غم اسکو خونریزی سے بھی ضرر ۔ سن و ماکا اسمیں نہیں کچھ گذر

نہیں ہر کام کے حکم سے اے عزیز ۔ سمجھ بات میری بگوش تمیز

عقل اور عاقل ہے علت بھی ہے ۔ ہر ایک کام وابستہ قدرت بھی ہے

مطابق گنوں کے ہیں سہ قسم کار ۔ تو دشمن دہیان سے اُسکو اے ہوشیار

جو ہے ساتکی دیکھے ہر جا اُسے ۔ بچشم حقیقت تماشا کرے

سمجھتا ہے لیکن نہ مقسوم ہے ۔ ہر اک کو نہ یہ بات معلوم ہے

سمجھتا ہے جو کہ ہے ہر جا خدا ۔ وہ ہر رنگ میں رکھتا شان جدا

یہہ ہے معرفت خاصہ راجسی ۔ جو سمجھے مقید وہ ہے تامسی

جو واجب ہے اوسکو کرے صبح و شام ۔ بجہد بلیغ اور بہ سعی تمام

نہ ہو درپئے دوستی دشمنی ۔ سمجھ کام ایسے کو تو ساتکی

کرے لیک جو از پئے کام دل ۔ دیا کرتا ہے پھر آرام دل

کرے کام اور سمجھے میں نے کیا ۔ بہت اُسمیں خونِ جگر ہے پیا

سمجھ راجسی ایسے تو کام کو ۔ نگہ چاہیے آزار جاندار جو

جو غفلت سے سمجھے سر انجام کار ۔ نہ ہو ہاتھ میں رشتۂ اختیار

سمجھ کام کو ایسے تو تامسی ۔ بہت اس سے ہوتی ہے ایذا رسی

نہ پر چاہیے تم گر کرے کوئی کار ۔ سمجھتا ہے خود کو جو مختار کار

کرے صبر و شکر اور ہو بے ریا ۔ اٹھائے جو تکلیف پھر خدا

نہ خوش ہو اگر ہووے مطلب حصول — نہ ناکامیابی سے ہووے ملول

ہے وہ شخص فائق زبادمنی — کرے شکر ہر دم کہ ہے ست گنی

نتیجہ کی خاطر جو کرتا ہے کار — غرض کے لئے سب کا ہوتا ہے یار

جو ہو طالبِ مال و فرزند و زن — سے لئے خود اٹھائے جو رنج و محن

جو پیش نظر اپنا مطلب رکھے — جو پایا تو خوش ورنہ ہر دم کڑھے

مقید نہ ہو جو پہ تطہیر تن — رہے دامن آلودہ نا دہن

کرے کشتہ جو بیگنہ بہر غرض — رکھے غرض کو سارے کاموں پہ فرض

جو فاعل ہے ایسا وہ ہے راجسی — غرض راجسی ہوتا ہے مطلبی

نہیں نیک و بد سے جو آگاہ ہے — سمجھتا نہیں خود کو گمراہ ہے

شقی و تنک مایہ اور ہرزہ کار — دغاباز ظالم و ناحق شعار

ریا پیشہ و کاہل اور بدسرشت — کرے کام جو سب وہ ہوں کار زشت

عزیزوں کو اپنے ستاتا رہے — بدگار بیہودہ گو کار رہے

رہے ناتوانوں سے زور آزما — بہت حد سے زیادہ رہے بیحیا

جو ہو شخص ایسا سو تامس ہے وہ — سمجھتے ہیں عاقل کہ ناقص ہے وہ

گنوں کے اثر سے ہے سہ قسم عقل — کروں آگے تیرے ہر اک کی میں نقل

تحمل کی بھی تین ہیں قسم نیز — بموجب گنوں کے سن اے باتمیز

جو سمجھے بد و نیک دہرم و ادہرم — خدا سے رکھے خوف خلقت سے شرم

جو واقف رہ و رسم و آئین سے ہو — ہو دین اور مذہب سے آگاہ جو

سمجھتا ہو معنی امید و بیم — ہو انجام ہر کام سے بھی علیم

ہو واقف ہے کیا قید و آزادگی
سمجھتا ہی ہو قدر افتادگی

ہو جو عقل ایسی وہ ہے سادگی
رکھے راز پوشیدہ سے آگہی

یہ سمجھے جو حق کو کما ینبغی
سمجھ تو کہ وہ عقل ہے راجسی

ہے برعکس سالک کے گن تاسی
سمجھتا ہے ریتوں کو نقرہ وہی

ہوا جو کوئی غالب ہر حواس
ہے اوسکے لئے ایک امید و یاس

رکھے پاس انفاس منظور وہ
سدا نام حق ذکر و مذکور ہو

دل اپنے کو رکھتا ہے ہر دم بدست
وہ بینا ہے خواہش کو دیوے شکست

تحمل جو ہو ایسا ہے سادگی
سمجھ اسکی تو نیک یہ زندگی

نگہ جو رکھے دین و مقصود کو
ہے نام جو سینہ دلریش ہو

نگہبانی سمجھ حقی ہے راجسی
جو بدتر تحمل ہے وہ تامسی

رہے مستی سے جو بغفلت مدام
سحر کو سمجھتا ہے غلطی سے شام

جہالت سے خواب گراں میں رہے
وہ دھوکے سے سب کام اپنے کرے

ہیں سہ قسم آرام انجمن یہاں
کہ جس سے ہو آسودہ یہ جسم و جاں

ہے اک وہ جو حاصل ریاضت سے ہو
فراغت ہو اسے دونو عالم سے ہو

اگرچہ ہے جوں زہر در ابتدا
مگر مثل امرت ہے در انتہا

جب اسکی طرف آدمی دل کرے
ہو واصل بہ گل اسکی بو ہی پہنچے

پھر اس خوشدلی سے ہو آسودہ جاں
سمجھ ایسی راحت کو سالک یہاں

دوم وہ ملے جو ز لذات جس
ہے ظاہر میں سونا اصل میں ہوس

کسی کو نہ دیکھا بروے زمین
نہ ہی دیوتوں میں نہ چرخ برین

کہاں میں گن جس سے جدا ہو سکے　　مگر صرف ایسا خدا ہو سکے

ہیں چاروں برن پہ یہی تین گن　　ہوگی جیسے تقسیم انکی نوسن

ستوگن کی خو سے برہمن وہ ہو　　کہ پاکیزہ اور خشک ذاہن وہ ہو

دل اور پانچوں حس کو وہ لاوے بدست　　رعونت کی دے فوج کو وہ شکست

ریاضت پہ صبر و تحمل کرے　　سمجھنے کو غور اور تامل کرے

وہ قایم ہو بر شاستر اور دین　　ہو علم الیقین بھی و عین الیقین

ہو ست رج کی خو جس میں آمیختہ　　وہ ہے چھتری تو سمجھ بے شبہ

سخاوت شجاعت ہو ثابت قدم　　رہے خوب کوشاں بہ تحصیل علم

خیال ریاست رکھے سر میں جو　　ہو واقف بہ احوال ہر شخص وہ

نظر میں رکھے پاس جاہ و جلال　　رہے اور ہر دم وہ فکر مال

خبردار ہووے بفن سلاح　　تحمل بھی رکھے کہ ہووے فلاح

رج و تم کی خو سے کرے کار ویش　　سو گو نہ لکھے ہیں یہ کردار ویش

زراعت تجارت شبانی کرے　　خیال اور کوئی نہ سر میں رکھے

تموگن کی خو شودر میں ہے تمام　　کہ ہے خدمت کار اسکا مدام

جو اپنی وضع پہ رہے قایم یہاں　　دل اوسکا رہے خورم و شادماں

اسے پوجے وہ اپنے اعمال سے　　عقل فہم میں سب سے بڑھ کر رہے

اسی کا ہے جلوہ ہر اک میں عیاں　　وہی نور روشن ہے سب میں عیاں

جو پہونچا یہ مقصود راحت ملی　　تناسخ سے انکو فراغت ملی

نہیں دوسرے دین میں جانا ہے خوب　　بہ آئین خود جان دینا ہے خوب

لیاقت کا گر کام کوئی کیا
تو سمجھتا وہ عالم میں بس لے گیا

نہیں گرچہ بے عیب کوئی بھی کام
مگر مثل اپنے نہیں کوئی کام

کرے جیسے وہ اوس عیب سے آگہی کا
کسی سے نہ اس وجہ اسکو گلا

کرے کام خوش ہوکے دل کو کرے
خیال اور سب دل سے باہر کرے

نہیں عقل کو دخل جب تک یہاں
تو شغل اسے لائے نہ پایاں

نہ سمجھے کہ کرتا ہوں میں یہ عمل
کرے اس طرح گرم ہووے خلل

جو ترک عمل سے ہو حاصل اسے
بتا دیوے بس وہ ہی کامل اسے

کرے جو کہ ہر خدا سب کرے
خدا بندہ خود کو سمجھتا رہے

جو اسطور ہوتا ہے واصل بحق
وہ تب اسکی رحمت کا ہو مستحق

تو سن تھوڑا سا وہ بھی اب اے پسر
ہیں راز حقیقت کی دو دل اب خبر

کرے ترک لذات حس جو نخست
تو حاصل ہو اسکو یہ عقل درست

خیال محبت نہ رکھے بسر
نہ چھیلے کسی کا وہ کین سے جگر

وہ خلوت میں بیٹھے غذا کم کرے
رہے مثل وحشی جہاں سے پرے

زبان و دل و دین پہ رکھے نظر
نہ رکھے خیال حسد کو بسر

غرور و خودی اور غضب حرص و آز
علیحدہ رہے ان سے اور بے نیاز

اکٹھا نہ کرنا کرے اختیار
محبت نہ رکھے یہ خویش و تبار

جو ہو شخص ایسا ہوا فسردہ ہی
دل و جان سے بس ہو سراسر وہی

ہوا محو اسمیں ہے خوشدلی
ہمیشہ ہے محبوب و اصل وہی

نہ رکھے تمنا کہ مقصود ہے
نہ دنیا و دین سے وہ مطلب رکھے

برابر ہے اسکے لئے مور و فیل — یہی اُسکے عرفان کی ہے دلیل
جو مجھ سا ہوا بس وہ مجھ میں ملا — خدارا تو بھی مجھ سے ہو آشنا
جو مجھ پیر کرے تکیہ در کار و بار — تو مقصد رہے اسکا اندر کنار
مدد اور تائید اور عقل سے — دیا اپنے دل کو کہ جس نے مجھے
وہ قید غم و درد سے ہو رہا — میری یاد میں کارِ دنیا کیا
خودی سے اگر پا بہ گل وہ رہا — بہت دور وہ راہ دل سے گیا
نہ کر اپنوں سے جنگ میں اب گریز — مشیت تجھے لائی بہر ستیز
تو ہے شاہ شجاعت تری خو میں ہے — نمایاں شجاعت ترے رو میں ہے
ترے پا میں زنجیر مردانگی — جو کی بد دلی ہو گی دیوانگی
کرے جو تری عاقبت کار کو — تو ہے پیر و فرزند سے رزم جو
نہیں کوئی منزل کا ہے یار یاں — نہ اس بھید سے ہے خبردار یاں
جہاں چرخ ہے اوسکے فرمان سے — سرِ عاشقاں اُسپہ قربان ہے
ہے سب کھیل یہہ قدرت کردگار — نہیں میرا تیرا کوئی کاربار
پتہ مانگ تو از خدائے کریم — نہیں اُسکے جز رحم رائے کریم
تو رکھ آنکھ اُسپر تو رکھ اسپہ گوش — تو رکھ دل بھی اسپہ اگر تجھ ہے ہوش
غلام اوسکا ہو اُسکی ہی یاد ہو — گرفتار بھی اُسکا آزاد ہو
قلم کھینچ ورق اور آئین پہ — تو پھر کر تصور دل و دین پر
درِ معرفت کو کیا تجھپہ وا — بس غور سے کام اپنا بنا
کرے تجھکو آزاد ہر بند سے — ہر اک غم سے وہ شاد تجھکو کرے

سناؤں تجھے اب تو ہے میرا یار
محبت سے تجھکو کیا رازدار

تو رکھ دل کو مجھ میں نہ جا سوے غیر
میرے پاس سے جا نہ در کوئے غیر

مرا ہو پرستار ہر صبح و شام
مجھے سجدہ کر با نیاز تمام

مجھے یاد کرتا کہ پاوے مجھے
بصد بے حجابی تو دیکھے مجھے

میرے پاس پہنچے گا اقرار ہے
بہر حال اب تو مرا یار ہے

نہ وہ رسم آئین و دین کی تو کر
محبت سے مری طرف دل کو کر

نہ کر فکر تیرا ہوں حامی یہاں
کر دوں پختہ سب تیری خامی یہاں

نہ منکر سے کہنا میری بات کو
جو عاقل ہے اس سے بلا شک کہو

نہ جاہل نہ غافل نہ کاہل سے کہہ
نہ ناحق شناس اور باطل سے کہہ

نہ چاہے جو سننا اسے مت سنا
نہ غیروں کو ہمراز اپنا بنا

جو سنتا سمجھتا ہے اس راز کو
تو بے شک جگہ خلد میں پائے وہ

بہت معتقد کو یہ دے فائدہ
جو منکر ہوا وسکو نہ دے کچھ نفع

جو اوسکو پڑھے بس وہی ہے عزیز
وہی سمجھا جاتا ہے صاحب تمیز

سوال و جواب جو یہہ باہم ہوئے
جنھوں نے پڑھا خوش و خرم ہوئے

سنے اسکو گر کوئی با اعتقاد
تو ہو فارغ از رشک بغض و عناد

وہ خوش حال ہے اور خوش انجام ہو
بہت اوسکا مشہور یاں نام ہو

کہو جو کہا میں نے دل سے سنا
لیا قوم و خویشوں سے دل کو ہٹا

کہا تیری برکت سے ارشاد کی
میرے دل کو اس سے ہوئی بستگی

نہ اپنوں سے الفت رہی اب مجھے
یہاں تک کیا تو نے عارف مجھے

ترے حکم سے باندھتا ہوں کمر | نہیں مجھکو بیکار سے اب حذر
لگا کہنے راجہ سے یہ سخن | کہ ہیں بہاس جی جو وحید زمن
ہوا لطف سے انکے آگاہ راز | جو کہنا تھا وہ مظہر بے نیاز
صبح مائٹھ ہو پاک ہے گیان یہ | دوائے دل سینہ ریشاں ہے یہ
عجب گفتگو کرنی دل شاد ہے | غم و درد سے کرتی آزاد ہے
سمایا ہے وہ دل میں جلوہ میرے | نہیں ہوش اپنے بجا اب مرے
تو کیا پوچھتا ہے کہ فاتح ہے کون | سزاوار تخت شہی اب ہے کون
جہاں کرشن سا ہووے جوگیشور | کرے نور سے دونوں عالم کو پر
جہاں پر کرارجن کما ندار ہو | تو اقبال سے واں سروکار ہو
ہے دولت بہی واں اور انصاف واں | تو رکھ یاد فتح و ظفر ہے وہاں
کرے جتنا تو فخر ہے سب بجا | مگر فخر کرنا نہیں خوش نما
تو کر سجدہ شکر پروردگار | ہوا ہاتھ سے اندر تیرے یہ کار

اوم شانتی شانتی شانتی

مصنفہ لالہ سری برج اندر کور بھٹناگر اکونٹنٹ سرہند کنال ڈویزن بھٹنڈہ